UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188972
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ٨٩١/٥ ٣٢٨

Accession No. 12852

Author

Title

This book should be returned on or before last marked below.

موتی

سید یوسف بخاری دہلوی

طبع اول ۱۹۳۴ء ایک ہزار

طبع ثانی ۱۹۳۸ء تین ہزار

مطبوعہ دلی پرنٹنگ ورکس دہلی

تقریظ

از

راجہ راجایان حضور مہاراج سرکشن پرشاد بہادر

سابق صدر اعظم حیدرآباد دکن دام اقبالہ

موتی واقعی دُرِ بے بہا ہے۔ میں نے اُسے جستہ جستہ دیکھا اور لطف حاصل کیا۔ درحقیقت یہ موتی آبدار ہے۔ اس سے مصنف کی لیاقت علمی اور خوش مذاقی کا پتہ چلتا ہے۔ یہ رسالہ کمسن بچوں کیلئے معلم نوجوانوں کیواسطے اتالیق اور بوڑھوں کا ایک قابل تجربہ کار رفیق شفیق ہے اس تصنیف سے مصنف نے واقعی اُردو لٹریچر میں اضافہ کیا ہے۔ خدا کرے کہ قدردان ناظرین اس موتی کی آبرو کریں اور یہی قدردانی اس کی قیمت ہے اور یہ صلہ مصنف کیلئے تمغہ ہے فقیر شاد ان انمول ادب کے موتیوں سے ایک موتی کی قیمت ایک سو روپے ارسال کرتا ہے۔

شاد

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	اللہ تعالیٰ	۳۱	۱۹	شہرت ونمود	۴۸
۲	زہد وعبادت	۳۲	۲۰	عیش وغم	۴۹
۳	یقین واعتقاد	۳۲	۲۱	تقدیر وتدبیر	۵۰
۴	ایمان	۳۳	۲۲	رسوم ظاہری کے تکلفات	۵۰
۵	تصوف	۳۳	۲۳	عزت وناموس	۵۱
۶	صوفی ودرویش	۳۵	۲۴	انسان وشیطان	۵۱
۷	سماع	۳۷	۲۵	خیر وشر	۵۲
۸	حیات وممات	۳۹	۲۶	افعال واعمال	۵۳
۹	شکر وشکایت	۴۱	۲۷	بدکاری وبدگوئی	۵۳
۱۰	صبر وقناعت	۴۱	۲۸	غرور وتکبر	۵۴
۱۱	گناہ	۴۲	۲۹	بغض وحسد	۵۵
۱۲	توبہ	۴۳	۳۰	امانت وخیانت	۵۵
۱۳	نفس کشی	۴۳	۳۱	خودغرضی	۵۵
۱۴	آنکھ	۴۳	۳۲	غصہ وحلم	۵۶
۱۵	دنیا	۴۴	۳۳	ضد	۵۶
۱۶	زر ودولت	۴۵	۳۴	حرص	۵۶
۱۷	اقبال وادبار؍عروج وزوال	۴۶	۳۵	بادشاہ وسلطنت	۵۷
۱۸	دوست دشمن	۴۷	۳۶	فوج ولشکر	۵۸

نمبر	مضمون	صفحہ
۳۷	قانون	۵۸
۳۸	عدل وانصاف	۵۹
۳۹	ظلم وستم	۵۹
۴۰	آفت	۶۰
۴۱	حکومت واعزاز	۶۰
۴۲	حکم والتجا	۶۱
۴۳	آقا ونوکر	۶۱
۴۴	ادب واخلاق	۶۱
۴۵	وعدہ قول قسم	۶۲
۴۶	احسان وسخاوت	۶۲
۴۷	سلوک وانتقام	۶۳
۴۸	ظاہر وباطن	۶۴
۴۹	خاکساری وعاجزی	۶۵
۵۰	عیب جوئی وعیب پوشی	۶۵
۵۱	شرم وحیا	۶۵
۵۲	صحبت	۶۵
۵۳	عقل	۶۶
۵۴	فطرت	۶۶
۵۵	حکمت	۶۷
۵۶	احتیاط وحزم	۶۷
۵۷	اتفاق	۶۹

نمبر	مضمون	صفحہ
۵۸	نصیحت ومشورہ	۶۹
۵۹	خوف وہراس	۷۰
۶۰	فکر وتردد	۷۱
۶۱	افلاس واحتیاج	۷۱
۶۲	اعتدال افراط تفریط	۷۲
۶۳	نیم ونصف	۷۳
۶۴	خاموشی	۷۳
۶۵	تقلید	۷۴
۶۶	تعلیم وتربیت	۷۴
۶۷	علم وہنر	۷۵
۶۸	حساب وکتاب	۷۶
۶۹	تجربہ	۷۶
۷۰	اگر	۷۶
۷۱	کوشش وسعی	۷۷
۷۲	آسان ومشکل	۷۸
۷۳	ممکن وناممکن	۷۹
۷۴	امید وناامیدی	۷۹
۷۵	آرزو، ارمان، حسرت	۸۰
۷۶	ارادہ وعمل	۸۰
۷۷	زبان	۸۱
۷۸	سچ جھوٹ	۸۱

نمبر	مضمون	صفحہ	نمبر	مضمون	صفحہ
۷۹	خوشامد	۸۲	۱۰۰	کنجوسی	۹۵
۸۰	راز	۸۲	۱۰۱	عجلت	۹۵
۸۱	غذا و طعام	۸۲	۱۰۲	وطن قوم رسم و رواج	۹۶
۸۲	شراب	۸۳	۱۰۳	مہمان و دعوت	۹۶
۸۳	تندرستی	۸۴	۱۰۴	آفتاب	۹۶
۸۴	بڑھاپا اور جوانی	۸۴	۱۰۵	آب آتش	۹۷
۸۵	ماں، باپ، اولاد	۸۶	۱۰۶	رات	۹۷
۸۶	بھائی بہن	۸۶	۱۰۷	سمندر	۹۸
۸۷	اچھا، برا، نیک بد، چھوٹا بڑا،	۸۷	۱۰۸	آغاز و انجام	۹۸
۸۸	وقت و زمانہ	۸۸	۱۰۹	قدر و منزلت	۹۸
۸۹	ضرورت و اسباب	۸۹	۱۱۰	عورت	۹۹
۹۰	سفر	۸۹	۱۱۱	حسن و جمال	۱۱۱
۹۱	انقلاب	۹۰	۱۱۲	مرد	۱۱۴
۹۲	آزادی	۹۰	۱۱۳	عشق و محبت	۱۲۱
۹۳	تاجر و تجارت	۹۰	۱۱۴	ازدواج	۱۲۸
۹۴	قرض، رھن، استعارہ	۹۱	۱۱۵	آرٹ	۱۳۰
۹۵	زراعت	۹۲	۱۱۶	شاعری و موسیقی	۱۳۱
۹۶	ہر کارے ہر مردے	۹۲	۱۱۷	مصوری و نقاشی	۱۳۳
۹۷	چوری	۹۳	۱۱۸	ہمارا انتخاب	۱۳۵
۹۸	سزا و پاداش	۹۳	۱۱۹	آپ کا انتخاب	۱۳۶
۹۹	حماقت	۹۴			

تعارف

از جناب اختر انصاری بی۔ اے (آنرز) بی۔ ٹی (علیگ) صاحب "نغمۂ روح"

میرے نہایت عزیز دوست جناب سید یوسف بخاری دہلوی، حکیمانہ اور شاعرانہ اقوال کا ایک مجموعہ "موتی" کے نام سے ارباب ذوق کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں میں اس مجموعے کے متعلق وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ اپنی خوبی اور ندرت کے اعتبار سے ادبیات نثر میں ایک دلچسپ اور قابلِ قدر اضافہ ہوگا۔

یوسف صاحب ایک انشار پرداز کی حیثیت سے دنیائے ادب میں متعارف ہو چکے ہیں۔ اور مجھے اس سے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ان کا مولد اور جائے سکونت دہلی ہے اور آبائی وطن شہر بخارا۔ عمر تقریباً پچیس سال ہے حسب و نسب میں خاص شوکت و امتیاز حاصل ہے ان کے آبا و اجداد کو بوجہ ساداتِ صحیح النسب ہونے کے جنت آشیاں حضرت شہاب الدین محمد شاہ جہاں بادشاہ غازی مرحوم نے ۱۰۶۰ھ میں شاہ بخارا کی معرفت شہر بخارا سے دہلی کی شاہی مسجد کی امامت کیلئے طلب فرمایا۔ اس وقت سے آجتک منصب امامت کا شرف آپ ہی کے خاندان کو حاصل ہے چنانچہ شمس العلماء مولوی سید احمد صاحب موجودہ شاہی امام جامع مسجد دہلی یوسف صاحب کے حقیقی چچا اور مولوی سید حامد صاحب نائب امام آپکے والد ماجد ہیں جامع مسجد کے جنوب مغربی گوشے میں ایک کوچہ ہے جو "گلی امام" کے نام سے مشہور ہے اس گلی میں یوسف صاحب کا مکان ہے جو قدیم اور شاہی ہے

یوسف ایک انگریزی تعلیم یافتہ نوجوان ہیں لیکن خاندانی روایات کے

باعث علوم والسنہ شرقی سے خاص مناسبت رکھتے ہیں۔ انگریزی تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد نجی اور خانگی طور پر عربی فارسی کی تحصیل کرتے رہے ہیں اور ان زبانوں میں خاص مہارت رکھتے ہیں اردو ادبیات کے دلدادہ بچپن سے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ شعر بھی کہتے تھے۔ لیکن مذاقِ سلیم نے انکی رہنمائی کی اور وہ غزل گوئی کے پامال راستے کو چھوڑ کر افسانہ نگاری اور انشاء پردازی کی شاہراہ پر گامزن ہو گئے۔ چنانچہ آج شعر و شاعری سے بے انتہا شغف رکھتے ہوئے بھی وہ اردو زبان کی بہتر اور زیادہ ٹھوس خدمت انجام دے رہے ہیں۔

یوسف صاحب ملک کے نوخیز ادیبوں میں سے ہیں انگریزی سے ترجمہ کرنے میں کافی مہارت رکھتے ہیں۔ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ اس طرح کرنا کہ اصل کی خوبیاں بدرجہ اَتم موجود رہیں ایک نہایت دشوار کام ہے اور بسا اوقات محال بھی اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ یوسف کی ابتدائی کوششیں بہت حد تک کامیاب ہیں اُن کے متعدد تراجم ملک کے وقیع رسائل میں شائع ہو چکے ہیں اور اہل ذوق سے خراجِ تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ علاوہ تراجم کے یوسف نے بعض افسانے بھی لکھے ہیں جو اُن کی فن کارانہ طبیعت اور تخلیقی قوت پر دال ہیں۔

یوسف نے ایک مشہور جاسوسی ناول کا ترجمہ کیا ہے جو عنقریب "اینٹ کا اِکّہ" کے نام سے شائع ہوگا۔

میں اپنے عزیز دوست کو "موتی" کی اشاعت پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اور اہل نظر سے استدعا کرتا ہوں کہ اس بصیرت افروز مجموعے کو قبول کر کے نوجوان مصنف کی ہمت افزائی فرمائیں۔

اختر انصاری

تبصرہ

مصورِ غم علّامہ راشد الخیری صاحب دہلوی

سید یوسف بخاری دہلی کے ایک نوجوان اور ہونہار ادیب ہیں ملک کے متعدد ادبی رسائل میں مضامین لکھتے رہتے ہیں جنکے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحیح ادبی ذوق کے مالک ہیں اس وقت وہ حکیمانہ اور شاعرانہ اقوال کا ایک مجموعہ "موتی" کے نام سے شائع کر رہے ہیں جو انہوں نے بڑی محنت اور کاوش سے مرتب کیا ہے۔ یہ اقوال اُن گرامی قدر حکما، علما، اُدبا کے بیش بہا ملفوظات ہیں جو اپنے حکمت و فلسفے سے مختلف اوقات میں مختلف اقوام کی رہنمائی کرتے رہے ہیں۔

مجھے ان اقوال کو اچھی طرح پڑھنے کا موقعہ نہیں ملا۔ صرف جستہ جستہ دیکھا ہے اور یہ اندازہ لگا سکا ہوں کہ یوسف صاحب نے انتخاب میں کافی خوش مذاقی سے کام لیا ہے معنویت کے اعتبار سے ہر قول نہایت عمیق اور پُر مغز ہے۔ جیسا کہ ہونا چاہیے۔ لیکن مؤلف نے زبان کی سلاست اور پاکیزگی کا بھی خاص خیال رکھا ہے اور جہاں دوسری زبانوں سے ترجمہ کیا ہے وہاں بھی شستگی اور نکھار کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ شروع سے آخر تک تمام مجموعہ نہایت دلچسپ سبق آموز اور نتیجہ خیز ہے۔ اور پھر کونسا نغمہ ہے جو اس ساز میں نہیں، کونسی شراب ہے، جو اس میخانے میں

نہیں پائی جاتی۔ مختلف عنوان ہیں ہر عنوان کے ماتحت متعدد اقوال ہیں۔ جو موضوع زیر بحث پر مختلف نقطہ ہائے نظر سے روشنی ڈالتے ہیں اور اس کو بالکل واضح کر دیتے ہیں۔ عنوانات میں ایسی گوناگونی اور رنگا رنگی پائی جاتی ہے کہ زندگی کا کوئی پہلو تنقید سے نہیں بچتا۔ یہ موتی حقیقت میں انمول موتی ہیں

میری خواہش تھی کہ مجموعہ میں سے مثالیں پیش کر کے اقوال کی خوبیاں ظاہر کرتا لیکن وقت نہیں ہے۔ اس امید میں کہ قارئین مطالعہ کرینگے تو خود ان خوبیوں کو محسوس کرینگے اس کام سے باز رہتا ہوں۔

یوسف صاحب نے ان اقوال کے شروع میں ایک مقدمہ بھی لکھا ہے جس میں اقوال کے فلسفے اُن کی ماہیت مقبولیت، فوائد اور دوسرے پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ مقدمہ مفید مطلب ہے اور اس کو پڑھکر قارئین کو وہ سب کچھ معلوم ہو جائے گا جو اس سلسلے میں جاننے کی ضرورت ہے

مجھے امید ہے کہ ارباب ذوق ان کی محنت کی داد دینگے۔

تبصرہ

مصوّرِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی

ادبی غواصی کے

موتی

سید یوسف صاحب بخاری حقیقی برادر زادہ شمس العلما مولانا سیّد احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی کی کتاب "موتی" کا مسودہ میں نے پڑھا ساری کتاب کی سرخیاں پڑھ لیں اور بعض سرخیوں کے ذیلی مضامین بھی پڑھے کتاب کا نام "موتی" بہت پیارا ہے اگر میں مولوی ہوتا تو جنت یاد آجاتی اور کہتا کہ ایک موتی کا محل بھی ایسا ہی عمدہ ہوگا جیسی یہ کتاب عمدہ ہے۔

سید یُوسف نوعمر ہیں مگر اُن کے اقتباسات جو اس کتاب میں ہیں اُن کی پختہ کاری کی شہادت دیتے ہیں اس کتاب میں انسانی زندگی سے تعلق رکھنے والے اقوال جمع کیے گئے ہیں اور انسان کی زندگی کو مذہب سے بھی تعلق ہوتا ہے۔ تصوّف سے بھی اور سیاست و معاشرت بھی اس کی حیات کے لوازمات ہیں۔ اس لئے سید یوسف نے ہر حصۂ حیات کیلئے کام دینے والے اور تجربہ سکھانے والے اور سبق آموز اقوال فراہم کیے ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے سید یوسف بڑے اچھے غوطہ خور ہیں اور مذہب و سیاست و معاشرت کے سمندروں میں غوطے لگا کر بڑے اچھے اچھے موتی نکالنے جانتے ہیں یوسف کی عمر، یوسف کا زمانہ، یوسف کا ماحول، اس بات کا متقاضی تھا کہ وہ شعر و شاعری کی کوئی کتاب لکھتے، یا عشق بازی کا ناول لکھ ڈالتے، یا سینما کے لئے کوئی ڈرامہ مرتب کر دیتے، انہوں نے ایسی اخلاقی اور روحانی کتاب اردو ادب میں تیار کر کے مجھ جیسے بہت لوگوں کو حیرت زدہ کیا ہوگا۔

ایک زمانہ تھا کہ ہمارے بزرگ شیخ سعدی کے اقوال ہر کام میں استعمال کرتے تھے اب وہ زمانہ ہے کہ ہربرٹ اسپنسر اور شکسپیر اور ملٹن کے اقوال مسلمان لڑکوں کے نوکِ زبان ہیں اور بعض لڑکے سعدی و حافظ و رومی کو جانتے بھی نہیں مگر سید یوسف جیسے نوجوان مسلمان قوم میں پیدا ہوتے رہے تو مسلمانوں کی تہذیب و مسلمانوں کی تاریخ اور مسلمانوں کا لٹریچر ہمیشہ زندہ رہیگا اور یورپ کی تہذیب و یورپ کا لٹریچر ہمکو کبھی مغلوب نہ کر سکے گا۔

کتاب "موتی" اس قابل ہے کہ سرکاری محکمۂ تعلیم میں داخل نصاب ہو یا کم از کم صوبہ دہلی کی گورنمنٹ اس کتاب کے صلہ میں سید یوسف کو انعام دے کیونکہ ایسی کتابیں جو کسی ایک قوم سے مخصوص نہوں اور جن میں ہندوستان کی سب قوموں کے لئے مفید مضامین ہوں وہ محکمۂ تعلیم اور گورنمنٹ کے قواعد کی بموجب قابلِ انعام سمجھی جاتی ہیں۔

کتاب "موتی" کا سر ورق میں نے دیکھا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نصیحت سننے اور قبول کرنے والے کان کے لئے ہزارہ موتی ہے کہ کاغذ کے کان کی لو میں لٹک رہا ہے اور اپنی آب و تاب دکھا رہا ہے۔ اگر سید یوسف بڈھے ہوتے تو میں کہتا کہ یہ کتاب جوانوں اور بچوں کے لئے خوب لکھی مگر وہ جوان ہیں اس لئے کہتا ہوں یہ کتاب ہم بڈھوں کے لئے خوب تیار کر دی۔ اُن کی ادبی

غواصی کے یہ موتی اردو زبان کی آرائش کے لئے بہت اچھا زیور ثابت ہونگے

سب سے زیادہ خوشی مجھے اس بات کی ہے کہ پیاری دلی میں ایسے اچھے اچھے لکھنے والے نمودار ہو رہے ہیں ہیں جنکی نسبت کہا جاتا تھا کہ دلّی تو اب بانجھ ہو گئی سوائے چند اخبار نویسوں کے یہاں اب کوئی ادیب پیدا نہیں ہوتا۔ مگر جب "موتی" جیسی کتابیں اُن کے سامنے آئیں گی تو انکو ماننا پڑیگا کہ دلی ابتک موتی جیسے بچّے جن رہی ہے۔ اور اس سمندر کے سیپ اب بھی بڑے بڑے گوہر آبدار لئے تہ کے اندر پڑے ہوتے ہیں۔

خدا کرے! یہ "موتی" عورتوں، مردوں، بچوں، بوڑھوں سب کے کانوں اور آنکھوں کیلئے ویسا ہی ثابت ہو جیسا کہ یہ ہے۔

حسن نظامی۔

۱۱ر جون ۱۹۳۴ء

سید یوسف بخاری دہلوی

وقت تین خوبیاں جمع ہوگئی ہیں ــــــ اختصار، حصولِ مطلب، احسنِ تشبیہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اقوال نادرہ سے کام لیا ہے اور بعد میں متبعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی طریقہ رہا۔

فاریابی اپنے دیوان ادب میں قول کی تعریف اس طرح رقم کرتا ہے کہ "قول وہ ہے جس کے لفظ اور معنی کو عام اور خاص نے اسقدر پسند کیا ہو کہ اس کو ہمیشہ اپنے کلام میں استعمال کرتے رہے ہوں اور خوشی و رنج کے مواقع پر بولتے رہے ہوں"۔

مرزوقی نے شرح فصیح میں بیان کیا ہے کہ قول وہ کلام ہے جو اپنی اصل سے قطع کیا گیا ہو یا اپنی اصلیت پر چھوڑا گیا ہو۔ عوام میں مقبول بھی ہوا ہو اور بغیر کسی تغیر و تبدل کے استعمال کی کثرت سے مشہور رہا ہو۔

نکات جو خواص کے زبان زد ہوئے ہیں وہ بھی اقوال میں شامل ہو گئے ہیں۔ علماء فارس و عرب انکو "نوآور" کہتے ہیں۔ بعض محاورات و استعارات بھی ضرب المثل یا قول بن گئے ہیں۔ اُن میں بعض موزوں، بعض مصرعہ، بعض ابیات اور بعض عبارات غریبہ ہوتے ہیں۔ ان اقوال میں تصرف جائز نہیں اسلئے کہ وہ اپنی قوت اور مضبوطی کے سبب ترمیم و صلاح سے بالاتر تسلیم کئے جا چکے ہیں۔

حکیم ارسطو اِن اقوال کے باب میں کہتا ہے کہ قدیمی فلسفہ کا جہاز جو غارت اور تباہ ہو گیا ہے یہ اُس کے مستول و بادبان ہیں۔

انگریزی کولا کہتا ہے کہ اقوال انسانی زندگی کا خلاصہ اور واقعات کا مرقع ہیں جانسن نے ان اقوال کی شرح تین لفظوں میں کی ہے۔

SHORT SENSE SALT ترجمہ۔ مختصر، معنی، نمک یعنی قول مختصر پُر معنی اور نمک کی طرح زود اثر ہوتا ہے۔

اقوال کا استعمال

ہندوستان ضرب المثلوں کی کان ہے۔ گھر گھر کوچہ و بازار میں کاروبار اور معمولی بول چال میں دُنیاوی اور دینی معاملات میں شب و روز سننے میں آتے ہیں۔ بالخصوص شادی و غم کے موقعوں پر عورتیں ان کا بولنا خوب جانتی ہیں وہ اپنے مصائب اور تکالیف میں انکے ذریعہ اپنی خوب تسلی و تشفی کرتی ہیں۔ مبارک سلامت میں کام لاتی ہیں۔ اِن کہاوتوں کو مختصر اور سہل ہونے کی وجہ سے بچے بھی فوراً یاد کر لیتے ہیں۔ عورتوں کا حال جو کسی اور طرح معلوم نہ ہو سکتا وہ ان مقولوں کی بدولت جلد آشکارا ہو جاتا ہے۔

اقوال کی مقبولیت

اقوال کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ عام پسند اور مقبول ہوں اور مشہور و مروّج بھی بہت سے نکات اور اقوال ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے سر پر اُنام کے حُسن قبول کا سہرا نہیں ہوتا۔ حالانکہ وہ اُن اصل اقوال سے بدرجہا مختصر و لطیف اور فصیح و بلیغ ہوتے ہیں مثلاً حکیم خانخانان کا یہ نکتہ ——— "خواہش کاری ہمیشہ کاہش وردی ہے" ——— ملاحظہ فرمایئے مضمون کسقدر حکیمانہ اور صوفیانہ ہے۔ دنیا میں تمام خواہشیں نفسانی خواہشات سے پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح یہ قول کہ ———

"مکان میں رہنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ہم معمار بھی ہوں ——— اِن دونوں نکتوں میں ضرب المثل کے تمام لوازم و صفات موجود ہیں لیکن چونکہ جمہور میں مشہور و مروّج نہیں ہوئے اس لئے قول کے مرتبہ تک نہیں پہنچے لہذا جو مقولے عوام میں مقبول و مشہور ہوں۔ وہ ٹکسالی سونا ہیں اور نکات غیر ٹکسالی گو دونوں کی قیمت میں فرق ضرور ہوتا ہے۔ تاہم دونوں سونا ہیں اور اسلئے قیمتی اور قابل قدر ہیں۔

اقوال کی اصلیت و ماہیت

مذکورہ بالا قاعدہ کے مطابق اقوال درصل وہی ہیں جو مشہور و مروج ہوگئے ہوں۔ اقوال کسی خاص شخص کی ملکیت نہیں بلکہ ایک خاص ملک و قوم کا شرکہ سرمایہ ہوتے ہیں. لیکن اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ موجد سخن یعنی مصنفِ قول کو ہم بالکل فراموش کردیں اور کسی قول کے لئے یہ تصور کرلیا جائے کہ وہ بغیر مصنف کے تصنیف ہوا ہے۔ قول کبھی خود بخود پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ کسی نہ کسی بنیاد پر قایم ہوتا ہے۔ وہ عہدِ گذشتہ کے ایک خاص واقعہ کی یاد دلاتا ہے جو کسی نہ کسی وقت پیش آیا تھا جسکی نسبت کسی نے کچھ کہا تھا یا اصل صورتِ واقعہ کو کسی چیز سے تشبیہ دی تھی چونکہ اس میں غرابت و لطافت تھی اس لئے عوام کو پسند آگئی بعد ازاں جب کوئی ایسا ہی سانحہ یا واقعہ پیش آیا یا سابقہ تمثیل دینی منظور ہوتی تو خاص و عام اسکو استعمال کرنے لگے نتیجہ یہ ہوکہ سامع کے ذہن میں جو امر متخیل تہا وہ متیقن ہوگیا۔ غائب مشاہدہ سے بدل گیا۔

اقوال کی قدامت اور ماخذ کی تاریکی

کوئی زمانہ اور کوئی قوم ایسی نہیں ہوئی جس کے افراد سے مقولے صادر نہیں ہوئے ہوں۔ کوئی کام انسان نے ایسا نہیں کیا جس میں ان کو شریک نہ کیا ہو۔ اقوال کا وجود ہر شے میں موجود تہا۔ مدتوں تک علم زبانی روایات واحادیث اور فقرات میں رہا ہے کیونکہ عہدِ قدیم میں کتابوں کا نام و نشان تو کجا فنِ تحریر بھی ایجاد نہوا تھا ان انسانی حالات و واقعات میں خواہ کیسے ہی تغیرات واقع ہوئے ہوں مگر حادثات و واقعات جو انسان پر زمانہ گذشتہ میں گذرے تھے وہی اب بھی گزرتے ہیں اور گزرتے رہینگے جن امور پر ہم قدیم زمانے میں کاربند تھے وہی اب بھی ہمارا دستور العمل ہیں

گو اس موجودہ زمانے میں انکے نام بدل گئے ہیں لیکن عمل میں کوئی فرق نہیں آیا فطرت کبھی نہیں بدلتی سچ سچ اور جھوٹ جھوٹ رہتا ہے اس لئے جو سچی باتیں تھیں وہ نہ پہلے متروک ہوئیں اور نہ اب ترک کیجا سکتی ہیں اقوال میں یہ سب باتیں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ زمانہ قدیم میں جو باتیں جہلا کے لئے فلسفہ تھیں وہی حکما کے لئے ادبی جواہر پارے تھے اور مستقبل میں یہ دوسری اقوام کے لئے مقولے بن گئے۔ اور آج تک مروّج ہیں۔

زمانے کے انقلابات نے اُن کے مصنفوں اور ماخذوں کو تاریکی میں ڈال رکھا ہے اہلِ ادب نے اس کی کافی تحقیق و تدقیق بھی کی لیکن ناکام رہے اگر یہ حقیقت معلوم ہوجاتی تو بلاشک علم ادب میں ایک نہایت شاندار اضافہ ہوجاتا۔ اس لاعلمی کے باوجود ہم اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتے کہ ان اقوال کا کوئی مصنف نہ تھا ان کا حال بالکل اُن لاوارث اور یتیم بچوں کا سا ہے جو پرورش پاکر جوان تو ہوگئے ہوں۔ لیکن اُن کے والدین کا حال کسی کو معلوم نہ ہو با ایں ہمہ اُن کے والدین کے وجود سے انکار کی جرأت کیسے ہوسکتی ہے۔ انکی عزت و توقیر حسب و نسب نہیں بلکہ اُن کی ذاتی لیاقت و قابلیت سے ہوتی ہے جو حکایت بیان کیجاتی ہے اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ اس حکایت سے یہ قول پیدا ہوا ہے یا اس قول کے لئے یہ حکایت وضع کی گئی ہے لہٰذا اقوال کے صحیح صحیح حالات و واقعات بقیدِ وقت و زمانہ دریافت کرنا اور مصنف کا نام و نشان معلوم کرنا قطعی محال ہے لیکن یہ بات ضرور متحقق ہے کہ تمام اقوال انسان کی عملی زندگی سے ماخوذ ہیں اور اسی لئے وہ ہمارا دستور العمل ہیں وہ ہمیں از خود یہ بتا دیتے ہیں کہ اُن کو کس محل و موقع پر استعمال کرنا چاہئے

اقوال کی پیدائش کسی قوم میں اقوال کی ایجاد کے چار اسباب ہوتے ہیں

(۱) اُس کے انبیاء و اولیاء و سلاطین و امرا، شعرا و حکماء علما خواہ طبقہ اعلیٰ کے ہوں یا ادنیٰ کے بعض اوقات ایسی باتیں کہتے ہیں جو اُن کے مُنہ سے نکلکر ہوا میں غائب ہو جانے کی بجائے خلقت کی زبانوں پر اچھلتی کودتی پھرتی ہیں اور اسقدر عام پسند ہوتی ہیں کہ جمہور اُن کا سبق پڑھتے ہیں اور بار بار اُن کو بولتے ہیں یہاں تک کہ وہ مستند اقوال بن جاتے ہیں۔

سکندر اعظم جب ایرانیوں سے جنگ آزما ہونے لگا تو اُس کے فوجی افسر ایرانی فوجوں کے دل بادل دیکھکر پست ہمت ہونے لگے۔ بہادر نوجوان شہنشاہ نے کہا "بیوقوفو! کیا کوئی قصائی بھیڑوں کے ہجوم سے بھی ڈرا کرتا ہے" یہ قول جمہور کو ایسا پسند آیا کہ انہوں نے ایسے مواقع پر اسے بار بار استعمال کر کے مقولہ بنا دیا۔

(۲) بعض اقوال محض واقعات و حادثات پر مبنی ہوتے ہیں۔ ایک شخص مرتے وقت اپنے بچوں میں اپنا مال و اسباب تقسیم کر رہا تھا اتفاق سے اسکا ایک قیمتی ہیرا نہ ملتا تھا۔ اس کی نسبت اُس نے یہ کہا کہ اگر مل جائے تو میرے بچے لے لیں ورنہ خدا کے نام دے دیں۔ اس واقعہ سے یہ مثل پیدا ہوئی کہ "جو کھویا جائے وہ خدا کے نام"۔ اس مثل سے انسانی خباثت ٹپکتی ہے کہ جو چیز ناکارہ ہو وہ خدا کے نام خیرات کیجائے "مری بچھیا باہمن کے نام"۔

(۳) قوم کے ہونہار افراد کو جب اپنی استعداد اور قابلیت کا اظہار مقصود ہوتا ہے اور اپنے تازہ مشاہدات اور تجربات کی بنا پر مختلف تصانیف پیش کرتے ہیں اور قوم کی فلاح و بہبود کے لئے نئے نئے کارآمد قوے ایجاد کرتے ہیں۔ جب یہ مشتہر ہوتے ہیں تو قبولِ عام کی ٹکسال میں ان کا سکہ بنجاتا ہے۔ اور عوام میں مشہور و مروج ہو کر اقوال بن جاتے ہیں۔

(۴) ملک کی مختلف زبانوں کے درمیان جب تک یہ اقوال زندہ رہتے ہیں انکا باہمی تبادلہ جاری رہتا ہو اور ہمیشہ تخفیف وایزاد ہوتی رہتی ہے اس طرح ہر قوم میں اس کے اپنے اقوال اپنی قوم کے ہم عمر ہوتے ہیں لیکن جو پہلی قوموں سے مستعار لیکر زبان میں داخل کیے جاتے ہیں وہ قوم سے عمر میں بڑھ جاتے ہیں

اقوال کا مقفیٰ و موزوں ہونا

بعض اقوال چند مختصر اور جامع بول ہوتے ہیں، کبھی مقفیٰ اور کبھی موزوں جس طرح قافیہ اور وزن فصاحتِ زبان کی جان ہیں اور طبیعت کو محظوظ کرتے ہیں اسی طرح اقوال میں بھی داخل ہوکر ان میں لطف و سرور کی کیفیت پیدا کردیتے ہیں اور اسی قسم کا ہر مقولہ اپنی صورت میں بھلا معلوم ہونے لگتا ہو۔

مقفیٰ

جو بیندہ یا بندہ۔ اللہ بس باقی ہوس۔ آنکھوں کا اندھا۔ گانٹھ کا پورا۔

اختصار و جامعیت

ابھی دہلی دور ہے (ہنوز دلّی دور است) آدمی کا شیطان آدمی ہے۔ صدقہ ردِّ بلا۔

موزونیت

یہاں فکرِ معیشت ہے وہاں دغدغۂ حشر۔ دشمن نتواں حقیر و بیچارہ شمرد۔

اقوال میں مبالغہ

اسی طرح فصاحت و بلاغت میں مبالغہ اور تشبیہ و استعارہ کو بڑا دخل اور یہ ایک بڑی حد تک خوشگوار بھی ہے۔ اقوال میں بھی یہ چیزیں شامل ہیں۔ اور اس میں اول کی بہ نسبت زیادہ کیف حاصل ہوتا ہے، مثلاً

"دو دوستوں کیلئے سوئی کا ناکہ وسیع ہے اور دو دشمنوں کیلئے ساری دنیا تنگ ہے"

"سمندر میں اسقدر آدمی غرق نہیں ہوتے جسقدر ایک جامِ شراب میں"

ڈوب کر مرتے ہیں"! ناکے کے سوراخ کو دیکھئے اور دنیائے بسیط کی وسعت کو ملاحظہ کیجئے اور پھر ان دو مکینوں کو خیال میں لائیے کہ ایک سوئی کے نلکے میں سماتے ہیں اور دنیا کو تنگ سمجھتے ہیں۔

جام نہایت تنگ ظرف ہے اور سمندر نہایت وسیع ہے، دونوں کا مقابلہ کیا گیا ہے اور جام میں سمندر سے زیادہ آدمیوں کو ڈبو کر مارا ہے۔

غیر اقوام کے اقوال کی زبان میں شمولیت

جس زبان میں جو مقولہ ہوتا ہے اسی میں اس کی لطافت اور شگفتگی ہوتی ہے لیکن جب وہ دوسری زبان کا لباس پہنکر نظروں کے سامنے آتا ہے تو اپنی موزونیت اور لطافت کے اصل جوہر کو کھو دیتا ہے۔ گو معانی کی خوبی میں ذرہ بھر فرق نہیں آتا اس کا حال بالکل برف کے پانی کا سا ہے کہ جس وقت برف کے ذریعہ ٹھنڈا کیا جائے اسی وقت پی بھی لیا جائے۔ ورنہ تاخیر کی صورت میں یا ایک ظرف سے دوسرے ظرف میں انڈیلنے میں وہ پھر گرم ہو جائیگا گو اپنے ذائقہ میں بدستور ویسا ہی رہیگا۔

مختلف اقوال پر مختلف اقوام کے دعوے

اقوال میں گو بعد المشرقین ہو مگر بہت سے ملتے جلتے واقعات اور متشابہ چیزوں کی وجہ سے ایسی مطابقت اور مماثلت ہوتی ہے جس سے یہ اندازہ لگانا دشوار ہو جاتا ہے۔ کہ وہ کس خاص قوم کی تصنیف ہیں اس التباس کے سبب سے جب ایک قول کے کئی دعوے دار ہوں۔ تو کسی کے حق میں ڈگری نہیں دیجا سکتی۔ ان کی مثال مداری کی گولیوں کی طرح ہے جن کے متعلق یہ اندازہ نہیں ہوتا۔ کہ گولی کس ہتھیلی میں ہے۔ اور اگر ہیں تو ایک ہے یا کئی ہیں۔

اقوال کا غلط اور ناجائز استعمال

بعض اوقات غلط فہمی کے باعث

اقوال کا غلط استعمال کرنے سے بہت سی آفتیں برپا ہو جاتی ہیں۔ مثلاً "افعی را کشتن و بچہ را نگاہ داشتن کار خردمنداں نیست" اس قول کی غلط فہمی نے بعض اوقات انسان کے ہاتھوں معصوم بچوں کو قتل کرا دیا ہے اس قول کا استعمال زہریلے جانوروں کے لئے صحیح ہے کیونکہ یہ امر متحقق ہے کہ زہردار جانوروں کے بچے بھی زہریلے ہوتے ہیں مگر انسان کے بچوں کے لئے یہ بات یقینی نہیں کہ ظالم لوگوں کی اولاد بھی ظالم ہوگی کیونکہ ہم اکثر اس کے برعکس بھی مشاہدہ کرتے ہیں

مختلف قوموں کے اقوال کا باہمی مقابلہ

قوموں کے اقوال انکے فہم و فراست اوضاع و اطوار رسم و رواج اور واقعات کے مطابق وضع ہوتے ہیں چونکہ ہر ایک قوم کا رنگ ڈھنگ چال چلن جدا ہوتا ہے اس لئے اقوال بھی ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔

اہل سپین اقوال کی کثرت میں بہت سی قوموں پر سبقت لیگئے ہیں گو اُن کا علم و ادب بہت سی باتوں میں گرا ہوا ہے مگر ان اقوال میں بلند مرتبہ رکھتے ہیں ان کے مقولوں میں ذکاوت، ظرافت، لطافت، اور شجاعت پائی جاتی ہے۔

اہل اٹلی کے مقولوں سے خود غرضی، دانائی اور مطلب برآری ٹپکتی ہے۔

اہل فرانس کے مقولے نہایت دلچسپ اور مسرت افزا ہیں۔ جن میں حسن و جمال اور محبت و الفت کا رنگ جھلکتا ہے

انگریزوں کے مقولے بوقلموں ہیں اور متعدد خوبیوں کے حامل ہیں زیادہ تر ادب لطیف سے مملو ہیں لیکن بہت سے ایسے مقولے

بھی ہیں جنمیں ان کی ذہانت اور عقل و ذکاوت کا اظہار ہوتا ہے۔

اہل عرب کے مقولوں میں بڑی فصاحت و بلاغت ہے ان میں عشق و محبت محنت و مصیبت سخاوت و شجاعت اور مہمان نوازی کا بہت ذکر ہے۔

ہندوستان کے مقولے تعداد و شمار میں سب سے زیادہ ہیں اور تمام اردو زبان میں ہیں لیکن ان میں ہندی و سنسکرت بھی شامل ہے اور فارسی و عربی کو بھی بڑا دخل ہے۔ ایک تو شراب ہے اور وہ بھی انگور کی۔ ان سے خوشی و انبساط، رنج و غم، پند و نصیحت اور باہمی لین دین پر کافی روشنی پڑتی ہے اور نہایت لطیف و شیریں ہوتے ہیں۔

عبرانی مقولوں سے یہودیوں کے توہمات معلوم ہوتے ہیں۔

ترکوں کے مقولوں میں ان کی صداقت، نیک دلی وطن پرستی اور بہادری نظر آتی ہے۔

اہل چین کے مقولوں میں ذہانت، ہشیاری اور جفاکشی کی عادت کا پتہ چلتا ہے ان کو عالیشان عمارتیں بنانے کا بہت شوق ہے اس لئے ان کے اکثر اقوال میں عمارات کا ذکر ہوتا ہے۔

خاص و عام مقولے بعض مقولے خاص ہوتے ہیں جو ایک خاص ملک و قوم میں ایجاد ہوتے ہیں اور کسی دوسرے ملک میں مستعمل نہیں ہو سکتے۔ مثلاً اہل عرب کا یہ مقولہ ہے۔

اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّطَالِبُھَا کِلَابٌ۔ ترجمہ "دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں۔ عرب میں یہ اس لئے مخصوص ہے کہ وہاں کتوں کو کوئی نہیں پالتا وہ بازاروں اور کوچوں میں پڑے پھرتے ہیں اور جہاں کوئی مردار پاتے ہیں فوراً

کہانے کو پہنچ جاتے ہیں۔ یہ مثل یورپ میں ایجاد نہیں ہوسکتی کیونکہ وہاں لوگ کتوں کو پالتے ہیں اور وہاں کے کتے مردار گوشت پر اس طرح لپکتے بھی نہیں۔

اس کے برعکس اہل یورپ کا یہ قول کہ "دھوپ نکلے تو اپنی گھانس سکھاؤ" ہندوستان میں استعمال نہیں ہو سکتا کیونکہ یہاں ہمیشہ دہوپ نکلی رہتی ہے اور وہاں سرد ملک ہونیکی وجہ سے ان کو بہت کم نصیب ہوتی ہے۔

عام اقوال وہ ہیں جن کے مضامین و معانی اکثر اقوام کے مقولوں میں پائے جاتے ہوں۔ اُن کے معانی و مطالب میں اسقدر وضاحت و صداقت ہوتی ہے کہ ہر قوم کی زبان پر بلا تکلف جاری ہو جاتے ہیں۔

اقوال اور اُنکی تشریح

(۱) "صندل اپنی دشمن آری کو بھی خوشبودار کرتا ہے۔" یہ قول بدی کے بدلے میں نیکی کرنے کی نصیحت کرتا ہے۔

(۲) "موت ایک سیاہ اونٹ ہے جو ہر دروازے پر گھٹنے ٹیکتا ہے۔" یہہ قول ظاہر کرتا ہے کہ موت یقینی اور لابدی ہے۔ جو پیدا ہوا ہے وہ ایک دن ضرور مرے گا۔

(۳) "بچوں کی سواری میں باگ شیطان کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔" یہ قول بتاتا ہے کہ جب نادان اور کم فہم اپنی راہ چلتے ہیں تو ان کی بھلائیاں بھی برائیوں میں مُبدل ہو جاتی ہیں۔

(۴) "ڈاکٹر ہمیشہ لوگوں کے لئے بیماری اور وبا کی دعا مانگتے ہیں۔" خود غرضی کو ظاہر کرتی ہے۔

(۵) "لکڑیاں خاموش جلتی ہیں کانٹے بھڑ بھڑ کرتے ہیں۔" نمود و شہرت مقصود ہے

(۶) "جب بلّی ملائی چرا کر کہاتی ہے تو آنکھیں بند کر لیتی ہے۔" یہ قول انسان کے

دل کا آئینہ ہے۔ جب وہ گناہ کرتا ہے تو اس کے عیب اور سزا کے خوف کو محسوس کرنے میں اندھا اور بے حس ہو جاتا ہے۔

(۷) "اگر میں احمق ہوں تو میرے منہ میں انگلی رکھکر دیکھو" حماقت اور دانائی آزمانے کا بہترین طریقہ ہے۔

(۸) "فقیر کی صدا سخی کے لئے نغمہ ہے" سخاوت و خیرات۔

(۹) "اقبال وادبار رودلاب۔ رہٹ کے دو ڈونگے ہیں" خوش بختی اور بدبختی کی آمد و رفت کا نقشہ کھینچا ہے۔

(۱۰) "ایک باپ دس بچوں کی پرورش کرسکتا ہے لیکن دس بچے ایک باپ کی خبرگیری نہیں کرسکتے" انتظام گیتی کے لئے خدا نے پدرانہ محبت کو پسرانہ محبت پر فضیلت دی ہے۔ آدمی جو بیٹے سے محبت رکھتا ہے وہ باپ سے نہیں۔

(۱۱) "اگر میں بھی آقا اور تم بھی آقا تو گدھے کون ہانکے گا" اگر دنیا میں سب مساوی ہو جائیں۔ تو کیونکر کام چلے۔

(۱۲) "کوئی ڈاڑھی اسقدر صاف نہیں منڈتی کہ دوسرے حجام کو دوبارہ حجامت کے لئے کچھ باقی نہ رہے" ضرورت و اسباب کی پیدائش اور اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔

(۱۳) "اگر تم اپنے مصاحبوں کا نام بتا دو تو میں بتا دونگا کہ تم کون ہو" صحبت سے اخلاق پر جو اثر پڑتا ہے اُسی اثر کی طرف اشارہ ہے۔

(۱۴) "ترازو اپنے کام میں سونے اور سیسے کا امتیاز نہیں کرتی" عدل و انصاف

(۱۵) "سرود کے تاروں کو زیادہ کھینچو گے تو نغمہ سننے سے محروم ہو جاؤ گے" اعتدال اور افراط و تفریط کا مسئلہ حل کیا ہے۔

(۱۶) "بیوی ستار نہیں کہ بجایا اور دیوار پر لٹکا دیا" رشتۂ ازدواج کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

(۱۷) "کوئلوں کو سیاہی اس وقت چھوڑتی ہے جب وہ آگ میں داخل ہوتے ہیں" کوشش وسعی کی طرف راغب کرتا ہے۔

(۱۸) "امید بیداری کا خواب اور نا امیدی نفس کی راحت ہے" امید و ناامیدی کی فضیلت کا بیان ہے۔

یہ اقوال جس طرح پہلے زمانے میں جمہور کی زبانوں پر چڑھے ہوئے تھے اس موجودہ زمانہ میں بھی زبان زدِ خلائق اور مقبولِ عوام ہیں اپنی خواص و عوام پسندی کے باعث ہندوستان کے متعدد وقیع کتب اور رسائل میں شائع ہوکر لوگوں کی زبان پر جاری ہیں اس سے قبل عرض کر چکا ہوں کہ انشا پردازی اور سخن گوئی کیلئے مقولوں اور کہاوتوں کا جاننا ضروری ہے کیونکہ اس سے تحریر و تقریر میں لطافت، شیرینی اور زور پیدا ہوتا ہے جو جمہور کے دل کو متاثر کرتا ہے ہندوستان جو کبھی اپنی دولت و ثروت میں مشہور رہا ہے اسکو علم و ادب میں درجۂ امتیاز حاصل ہو چکا ہے۔ اس کے پاس ان حکیمانہ اور شاعرانہ اقوال کا ایک وسیع اور بیش بہا خزانہ موجود ہے جو ہندوستانی قوموں کا مشترکہ سرمایہ ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ اس سے کسبِ فیض نہ کیا جاتے۔

لہذا میں نے ان حکیمانہ اور شاعرانہ اقوال کا ذخیرہ کافی جستجو اور کاوش کے بعد عربی۔ فارسی، انگریزی، اردو اور ہندی کے علمی ذخائر سے اخذ اور ترجمہ کرکے ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ اس مجموعہ اقوال میں فلسفہ اور حکمت کے علاوہ ادب لطیف بھی شامل ہے! لطفِ خیال و زبان بلندیٔ

تخیل، سلاست و ندرت، جذبات کی خوبی و رفعت، دلفریبی و دل آرائی تمام چیزیں موجود ہیں جو اپنے موقع و محل پر سونے پر سہاگے کا کام دیں گی میں نے دینی و دُنیاوی امُور کے متعلق ضروری عنوانات قائم کر کے ان کے تحت میں چیدہ چیدہ برجستہ و کار آمد اقوال کو تقسیم کیا ہے تاکہ ہر شخص صورت حال کے مطابق اُن سے اپنی تحریر و تقریر میں کما حقہ مستفید ہو سکے کتاب کے آخر میں میں نے دو صفحے انتخاب اقوال کے لئے مخصوص کر دیئے ہیں۔

پہلے صفحہ پر میں نے وہ اقوال لکھے ہیں جنکو میں نے اس کتاب سے انتخاب کیا ہے اور جو مجھ کو محبوب ہیں دوسرا صفحہ قارئین "موتی" کیلئے ہے تاکہ وہ بھی پڑھنے کے بعد ان اقوال کا انتخاب کر سکیں جو اُن کے مذاق اور پسند کے مطابق ہوں یا جنکو وہ اپنی زندگی کا دستور العمل بنانا چاہتے ہوں اس طرح اقوال کے مطالعہ کا صحیح ذوق اور اُن کو آپس میں تولنے اور پرکھنے کی حس پیدا ہو جائیگی جو اس کتاب کا اصل مقصد ہے۔

میں نہیں کہہ سکتا کہ اس انتخاب میں اور تقسیم اقوال میں میں کہاں تک کامیاب رہا ہوں بہر حال اس بارے میں جو کچھ میری بساط و امکان میں تھا میں نے انجام دیدیا ہے۔ اہلِ نظر اُسے خود جانچ اور پرکھ لیں گے مجھے اس کا اعتراف ہے کہ میں نے تقسیم اقوال میں بہت سی غلطیاں کی ہونگی۔ تاہم مجھے اہلِ نظر کے لطف و کرم پر بھروسہ ہے کہ وہ میری ان فروگذاشتوں کو نظرِ اصلاح سے دیکھیں گے اور کتاب کی جمع و ترتیب میں جو خامیاں اور کوتاہیاں رہ گئی ہونگی اُن سے مجھے مطلع فرما کر ممنون بھی فرمائیں گے۔ آخر میں اتنا اور عرض کر دوں کہ یہ کتاب متعدد ذرائع سے تالیف کی گئی ہے اِن موتیوں کا آراستہ کرنا میرا کام ضرور تھا

لیکن جن جواہرات نے اِس کتاب کو زینت و آرائش بخشی ہے وہ میری تصنیف اور مِلک نہیں۔

میں اپنے تمام محترم احباب کا شکریہ مجموعی طور پر ادا کرتا ہوں جن کے خیالات عالیہ سے اس کتاب کی ترتیب کے سلسلے میں میں نے کافی استفادہ کیا ہے۔ میں اپنے مکرم دوست جناب عبدالوحید صدیقی مدیر رسالہ "جاوید" دہلی کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں میری کماحقہ مدد فرمائی۔

میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگِ قبول
{ پھول کچھ میں نے چنے ہیں اُن کے دامن کیلئے }

یوسف
گلی امام جامع مسجد
دہلی

دیباچہ طبع ثانی

"موتی" کا پہلا ایڈیشن ۱۹۳۴ء میں شائع ہوا تھا، اشاعت کی غرض و غایت اس کے سوا اور کچھ نہ تھی کہ اپنا ایک ادبی شوق پورا ہو جائے اور پیاری زبان "اردو" کی کچھ خدمت، لیکن میں کیا اور میری خدمت کیا؟ اس کے باوجود میری توقعات سے زیادہ اس کی قدر ہوئی۔ اردو اور انگریزی کے مشہور اور مقتدر رسائل و اخبارات نے بہت ہی ہمت افزا ریویو کئے اور بعض نے تو اسقدر پسند کیا کہ اکثر اقوال کو "موتی" سے لیکر اپنے گرامی قدر صحیفوں میں وقتاً فوقتاً شائع کرتے رہے۔ ان کے علاوہ ملک کے دیگر اہلِ قلم اور مشاہیر و اکابر نے اسپر حوصلہ افزا تبصرے لکھے اور قدر دانی فرمائی۔ چنانچہ میں ممنون ہوں۔

حضور مہاراج سرکشن پرشاد بہادر سابق صدرِ اعظم باب حکومت سرکار عالی حیدر آباد دکن دام اقبالہٗ کا جنہوں نے اس دعا گو کی گذارش پر اپنی بیش بہا تقریظ مرحمت فرمائی اور عطیۂ خسروانہ سے سرفراز فرمایا۔

اور

ناظم صاحب تعلیمات سرکار عالی حیدر آباد دکن کا جنہوں نے اسکو مدارس فوقانیہ کے کتب خانہ جات کیلئے موزوں قرار دیا۔

اور

جناب کنہیا لعل راز داں انسپکٹر جنرل تعلیمات گوالیار کا

جہاں کی سرکاری زبان اگرچہ اردو نہیں پھر بھی انہوں نے
سب سے پہلے ریاست کے شاہی کتب خانہ کیلئے موتی کے
متعدد نسخے خرید فرما کر اپنے اردو ذوق اور ادب نوازی کا ثبوت دیا

اور

جناب رام بابو سکسینہ ڈائریکٹر آف پبلسٹی اینڈ ریفامز آفیسر
یوپی کا جنہوں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا اور بذریعہ نیم
سرکاری اپنی بیش قیمت رائے کا اظہار فرمایا۔

اور

ڈاکٹر پروشین گورنمنٹ لائبریری برلن کا جنہوں نے "موتی"
کو بے انتہا پسند فرمایا اور ایک اچھی کتاب سمجھکر علوم و السنہ
شرقیہ سے دلچسپی رکھنے والوں کیلئے لائبریری میں شامل کیا۔

تقاریظ کے سلسلہ میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ اکثر حضرات نے یہ ایک عام مشورہ دیا کہ ہر قول کے مصنف کا حوالہ درج ہوتا تو زیادہ بہتر تھا اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ رائے بہت معقول ہے۔ لیکن میں اسکو کتاب کی کوئی خامی اور کمی تصور نہیں کرتا۔ یہ ضرور ہے کہ حوالہ دیدینے سے صاحب قول اور اسکے حسن مذاق کا پتہ چل جاتا اور بعض اقوال صاحب قول کی شخصیت کے سبب ذرا اور وقیع ہو جاتے۔ لیکن قول پھر بھی اپنی اصلیت میں محض قول ہی رہتا۔ اول تو میں نے وہ اقوال انتخاب کرنے میں ایک بڑی حد تک احتراز کیا ہے جو اپنی معنویت کے اعتبار سے ذرا ہلکے یا اپنی قدامت کے باعث اسقدر زبان زد عوام ہیں کہ ہر ایک چھوٹا بڑا اُن سے واقف ہے اور وہ روزمرہ کی زندگی میں اپنے محل و موقعہ پر

بغیر یاد کئے بلا حوالۂ مصنف بلا تکلف بولتے ہیں آتے ہیں اگر اُن کو بھی کتاب میں شامل کرنا تو اس کام کیلئے کئی دفتر درکار ہوتے۔

اِن اقوال سے قطع نظر میں نے صرف اُنہی اقوال پر اکتفا کی ہے جو اپنی معنویت کے اعتبار سے بلند اور معیاری ہیں اور جب اپنا مطمح نظر قدامت یا شخصیت کی بجائے صرف معنویت اور معیار ہو تو صاحب قول کے نام کی کوئی خاص ضرورت باقی نہیں رہتی علاوہ ازیں یہ بات بھی متحقق ہے کہ تمام اقوال انسان کی عملی زندگی سے ماخوذ ہیں اور اسی لئے وہ ہمارا دستور العمل ہیں۔ وہ ہمیں از خود یہ بتا دیتے ہیں کہ انکو کس محل موقعہ پر استعمال کرنا چاہئے۔ ایک عجیب دشواری یہ بھی تھی جس پر میں اپنے مقدمہ میں کافی روشنی ڈال چکا ہوں اور وہ اُنکے ماخذ کی تاریکی ہے زمانہ کے انقلاب نے بعض مصنفوں اور ماخذوں کو گمنام کر دیا ہے۔ اور باوجود کوشش کے مصنف کا نام و نشان معلوم کرنا قطعی محال ہے اسلئے سبکو یکسر چھوڑ دیا گیا اور اب اُن اقوال کیلئے جنکے حوالے مل سکتے ہیں اُن کتابوں کا از سر نو مہیا کرنا یا اُن دوستوں سے معلوم کرنا جنکے ذریعہ سے وہ حاصل ہوئے تھے فی الحال بہت دشوار امر ہے کیونکہ یہ ایڈیشن اپنی روز افزوں مانگ کی وجہ سے بہت عجلت میں شائع کیا جا رہا ہے۔ ہاں انشاء اللہ اس کے تیسرے ایڈیشن میں حوالہ کے علاوہ اور نئے اقوال کا اضافہ بھی ہوگا۔ اس ایڈیشن میں وہ تمام تقاریظ اور تاریخی قطعے شامل کر دیئے ہیں جو ابتک "موتی" کے متعلق مجھے موصول ہوئے امید ہے کہ قارئین موتی ان گوناگوں آراء کے مطالعہ سے بھی محظوظ ہونگے

سید یوسف بخاری دہلوی

حیدرآباد دکن مورخہ ۵ ار فروری ۱۹۵۶ع

اللہ تعالیٰ

(۱) اللہ بس باقی ہوس۔

(۲) خدا رزاق ہے اور بندہ قزاق ہے۔

(۳) انسان کی صورت در اصل خدا کی صورت ہے۔

(۴) اللہ ہی ایک ذات ہے جسے ابدیت کا نہ معلوم عرصہ گھیرے ہوئے ہے اور اس کے سوا ہر ذی روح کے لئے موت ہے۔

(۵) خدا معموری ہے کائنات کی اور محبت معموری ہے۔ انسان کی۔

(۶) خدا کے سوا سب خود غرض ہیں۔

(۷) خدا کا علم غیر محدود، غیر فانی اور قدیم ہے۔

(۸) خدا شفا دیتا ہے ڈاکٹر فیس لیتے ہیں۔

(۹) خدا فرماتا ہے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں اس لئے تمہیں سزا دیتا ہوں، میں تمہیں شفا دیتا ہوں اس لئے آزار دیتا ہوں۔

(۱۰) اے انسان! اگر تو معبود حقیقی کی پرستش نہیں کرنا چاہتا تو اسکی بنائی ہوئی چیزوں کو بھی استعمال نہ کر۔

(۱۱) اگر تو اپنی قسمت پر رضا مند نہیں ہو سکتا تو کوئی اور خدا تلاش کر۔

(۱۲) اگر تو گناہ پر آمادہ ہے تو کوئی ایسا مقام تلاش کر جہاں خدا نہ ہو۔

(۱۳) جب سب کچھ وہی ہے تو ہم بھی وہی ہیں اور جب ہم وہی ہیں تو ہمیں اسکی

صفات اختیار کرنی چاہئیں یعنی ہم سب میں سے ہیں اور کہیں نہ ہوں۔

زہد و عبادت

(۱) زہد و عبادت کا پہلا مقصد دل کی پاکی ہے۔

(۲) اگر دعا کا سرچشمہ دِل ہو یعنی اگر توجہ و اخلاص سے مانگی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ اکثر و بیشتر معقول آرزوئیں اور تمنائیں بر نہ آئیں۔

(۳) جوانی کی عبادت اور پرہیزگاری جہادِ اکبر ہے۔

(۴) دعا اور عبادت کے دوران میں انسان کو اپنی کمزوریوں کا حقیقی احساس ہوتا ہے

(۵) احساس دعوتِ عمل ہے اور عمل وہ خضرِ راہ ہے جو عامل کو منزلِ مقصود سے ضرور روشناس کر دیتا ہے۔

(۶) بہتر ہے کہ دُنیا تجھکو گنہگار جانے بہ نسبت اسکے کہ تو خدا کے نزدیک ریاکار ہو۔

(۷) جو دو مسجدوں کی اذان کا انتظار کرتا ہے وہ نماز پڑھنا نہیں چاہتا۔

(۸) دِلی خواہشوں اور آرزوؤں کو زندہ رکھنے کا بہترین طریقہ دعا ہے۔

(۹) خدا کی راہ میں مرنا ابدی زندگی ہے مگر جوانی میں۔

یقین و اعتقاد

(۱) پانی چشمہ سے قوت کیساتھ نکلتا ہے اور کبھی اُس پر گرتا ہے لیکن کبھی یہ نہیں چاہتا کہ اردگرد کی گھاس چشمہ کو ڈھانپ لے۔ نورِ یقین چشمہ کا پانی ہے

اور عارفوں کا دل چشمہ ہے اور گھاس دُنیا ہے۔

(۲) ہر قسم کی ترقی کی رُوح ایقان اور نقطِ ایقان ہے اور ایقان یقین و اعتمادِ ذاتی کا دوسرا نام ہے۔

(۳) اعتقاد سالم نہ ہو تو عبادت بھی بیکار ہے۔

(۴) خدا زہد و عبادت نہیں دیکھتا نیت و اعتقاد دیکھتا ہے۔

(۵) اعتقاد زندگی کا سورج ہے۔

(۶) صرف خدا پر اور اپنی کوششوں پر بھروسہ کرو۔

(۷) اُس آدمی پر اعتماد کرو جس کے ہمراہ تم نے ایک سیر نمک کھایا ہو۔

(۸) ہر ایک پر اعتماد کرو لیکن سب سے زیادہ اپنے آپ پر۔

(۹) عورت اور آگ پھوس پر اعتماد نہ کرو۔

(۱۰) اعتماد کرنا دانائی ہے اور اعتماد نہ کرنا اس سے زیادہ دانائی ہے۔

ایمان

آدمی کا ایمان اُس کی قسموں سے معلوم ہوتا ہے۔

تصوّف

(۱) تصوّف کیا ہے؟ اخلاقِ الٰہی کے مطابق عادات اختیار کرنا اور آدابِ شرع پر ظاہر و باطن میں قائم ہونا۔

(۲)، تصوف مجموعہ ہے اُن صفات کا جنکو ہر زبان میں اچھا جانتے ہوں اور اُنکی ضد ہر زبان میں ناپسند ہو۔

(۳)، تصوف ترکِ اختیار کا نام ہے۔

(۴)، حواس کی حفاظت اور سانسوں کی رعایت کا نام تصوف ہے

(۵)، تصوف طلبِ مقصود میں کوشش کرنے اور معبود سے اُنس رکھنے اور دوسری چیزوں سے ترکِ شغل کرنے کو کہتے ہیں۔

(۶)، تصوف کے لئے ضروری ہو کہ دل کو مخلوق کی محبت سے صاف کیا جائے اخلاق طبعیہ کو چھوڑے۔ صفاتِ بشریہ کو مٹائے۔ نفسانی خواہشات سے دُور رہے۔ صفاتِ روحانی اختیار کرے۔ علومِ حقیقی کو حاصل کرے جو چیز ہمیشہ کیلئے اولیٰ ہے اسکو استعمال کرے۔ اُمتِ محمدیہ کو نصیحت سے فیض پہنچائے اللہ کے واسطے وفا کرے۔ شریعت میں رسُول کا متبع ہو۔

(۷)، تصوف اعتراض سے اعراض کرنے کا نام ہے۔

(۸)، تصوف ایک صفت ہے جو انسان کو اِستقامت بخشتی ہے۔

(۹)، تصوف ابتدائی علم ہو اسکا قلب عمل ہو اور انتہا بخشش منجانب اللہ ہی

(۱۰)، حقائق کے حاصل کرنے اور دقائق کے بیان کرنے اور خلق کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اس سے مایوس ہونے کو تصوف کہتے ہیں۔

(۱۱)، تصوف صرف خیال کے صحیح کرنے کا نام ہے۔

(۱۲)، تصوف ذریعہ ہے شرافت حاصل کرنیکا اور تکلف ترک کرنے اور ہوشیاری

سے کام کرنے کا۔

(۱۳) تصوف کی راہ میں انوارِ الٰہی کی قندیلیں روشن ہیں جنکی ضیاء سے تمام حالات روشنی میں جگمگاتے ہیں۔

(۱۴) تصوف بندہ کے اُن اعمال کا خلاصہ ہے جنکو وہ احکامِ شرع کے مطابق کرتا ہے اور اسکے اُن اعمال میں اغراض اور نفسانی خواہشوں کو دخل نہیں ہوتا۔

صُوفی و درویش

(۱) صوفی کس کو کہتے ہیں؟ جو اپنی ذات سے فانی اور خدا کے ساتھ باقی ہو اور طبائع سے آزاد اور حقیقۃ الحقائق سے واصل ہو۔

(۲) صوفی وہ ہے جو خدا کے سوا دوسرے کی طرف متوجہ نہو اور اس کو خدا کے سوا کوئی اور نہ جانتا ہو۔

(۳) جس کو اللہ تعالیٰ اسکے حظوظِ نفسانی سے مار ڈالے اور اپنے مشاہدے کے ساتھ باقی رکھے وہ صوفی ہے۔

(۴) صوفی وہ ہے جو مثلِ زمین عاجز ہو جائے۔

(۵) صوفی وہ ہے جو ہمیشہ قولِ حق کہے اور جب خاموش ہو تو اس کا فعل فقر پر دلالت کرے۔

(۶) صُوفی کو اِن آٹھ خصلتوں کا مالک ہونا چاہیئے:۔

سخاوت۔ رضا۔ صبر۔ اشارہ وسکوت۔ غربت سیاحت۔ لباس فقر

(۷) غافل علما، ریاکار فقرا۔ جاہل صوفیا سے اجتناب لازم ہے

(۸) فقرا اور مساکین اللہ کے دوست ہیں۔

(۹) فقیر وہ ہے جس نے کل تعلقات چھوڑ کر بیقراری اختیار کی ہو۔

(۱۰) فقیر وہ نہیں ہوتا جسکا ہاتھ دولت سے خالی ہو۔ بلکہ فقیر وہ ہے جس کا دل مراد سے خالی ہو۔

(۱۱) فقیر وہ ہے کہ جب نہ پائے تو چپ رہے اور جب پائے تو اس سے دوسرے کو ترجیح دے

(۱۲) جو شخص ذاتِ بشری سے خالی ہو، ذاتِ ربانی سے باقی ہو، بندِ طبیعت سے آزاد ہو اور حقیقت سے پیوستہ ہو۔

(۱۳) فقیری حاصل کرنے کیلئے یہ لازم ہے کہ علما کے سامنے زبان کی محافظت کرے سلاطین کے آگے آنکھ کی اور اولیا کے سامنے دل کی۔

(۱۴) فقیر کے لئے مرقع پوشی کفن پوشی کا حکم رکھتی ہے، جس طرح مردہ لذات حیات سے محروم رہتا ہے اسی طرح مرقع پوش کے لئے ضروری ہے کہ وہ خواہشات ولذاتِ نفسانی سے قطعی پاک ہو جائے فائدہ یہ ہوگا کہ وہ مستجاب الدعوات ہو جائیگا۔

(۱۵) تمام درویش ایک جان ہوتے ہیں۔

(۱۶) امیر کے در پر فقیر برا ہے اور فقیر کے دروازے پر امیر بھلا ہے۔

(۱۷) ایک خوفناک فقیر ایک خوفناک فریب۔

(۱۸) فقیر کی جائداد ہر ملک اور ہر شہر میں ہوتی ہے۔

(۱۹) حریص فقیر کی جھولی کبھی نہیں بھرتی۔

(۲۰) جو فقیر امیر ہو جاتا ہے اُس کے برابر کسیکو غرور نہیں ہوتا۔

(۲۱) گدائی دونوں جہاں کی بادشاہی بھی ہے اور رسوائی بھی۔

سماع

(۱) سماع بھی عبادت کا ایک جزو ہے۔

(۲) جس طرح لوہے اور پتھر کی رگڑ سے آگ پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح موزوں اور دلکش آواز سننے سے دل کو جنبش ہوتی ہے۔

(۳) سماع سے دل میں بے اختیار ایک چیز پیدا ہوتی ہے "عالمِ علوی" جسے عالمِ ارواح کہتے ہیں۔ عالمِ علوی عالمِ حُسن وجمال ہے اور اصل حُسن و جمال تناسب ہے، اور جو چیز متناسب ہے وہ اس کے عالمِ جمال سے کسی کام کی نمود ہے۔

(۴) سماع صرف ان عارفوں کے لئے ہے جن کے اوقات اعمال کیلئے منضبط ہیں اور انھوں نے اپنے نفسوں کو بُرے کاموں سے رُوک لیا ہے۔

(۵) سماع دل میں محبتِ الٰہی کا جوش پیدا کرتی ہے۔

(۶) جس کے دل میں خدا تعالیٰ کا شوق ہے اُس کیلئے سماع بہت ضروری ہے اور جسکے دل میں محبت باطل ہے اُس کیلئے سماع حرام اور زہر قاتل ہے۔

(۷) اگر سماع صرف اس لئے حرام ہے کہ خوشگوار ہے تو اور خوشیاں بھی حرام ہیں، چڑیوں کی آواز۔ پھولوں کی شگفتگی۔ سبزہ کی بہار، آبشار کا نغمہ یہ سب خوش اور اچھی معلوم ہوتی ہیں یہ بھی حرام ہیں حالانکہ خوشیوں میں جو خوشی حرام ہے وہ اس وجہ سے حرام نہیں کہ خوشی ہے بلکہ اسلئے حرام ہے کہ اس میں کوئی ضرر اور فساد ہوتا ہے۔

(۸) سماع دل میں آگ لگا کر تمام کدورتوں کو دور کر دیتا ہے۔

(۹) جس طرح آنکھ کے حق میں سبزہ ناک کے حق میں بوئے مشک، زبان کے حق میں لذیذ کھانا اور عقل کے لئے اعلیٰ حکمتیں ایک نوع کی لذت ہیں اسی طرح کان کے حق میں سماع بھی لطف و سرور کا باعث ہے۔

(۱۰) جو شخص عمدہ شعر و دلکش آوازیں سنکر متاثر نہ ہوتا ہو وہ بیمار ہے اور اسکو اپنا علاج کرانا چاہیئے۔

(۱۱) سماع کا حکم دل سے لینا چاہیئے اسلئے کہ جو چیز دل میں نہ ہو سماع اسکو دل میں پیدا نہیں کر سکتا بلکہ جو کچھ دل میں ہوتا ہے اسکو حرکت دیتا ہے جس شخص کے دل میں ایسی چیز ہے جو شرع میں محبوب ہے، تو سماع اسکو قوی کر دیگا اور سامع کو ثواب ہوگا اور اس کے برعکس عذاب۔

(۱۲) جس دل میں محبوب و مذموم دونوں میں سے ایک چیز بھی نہیں اور وہ سماع کو صرف تفریحاً سنتا ہے اور اپنی طبیعت کے حکم سے لذت

پاتا ہے ایسے شخص کے واسطے سماع مباح ہے۔

(۱۳) سماع میاں بیوی کی محبت کو مستحکم کرتا ہے۔

(۱۴) جب مرید پر احوالِ دل نہ کھلا ہو یا خواہش بالکل کشتہ اور شکستہ نہ ہوئی ہو تو اسکو سماع کی اجازت دینی چاہئے۔

(۱۵) سماع میں تین مقام ہیں۔ فہم۔ وجد۔ حرکت، اگر ان تینوں کا عالِم اور عامل ہو تو سننے میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۶) اگر تجھکو تحقیق حاصل ہے اور اخلاص رکھتا ہے تو وجد کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۱۷) عالم وجد میں نہ صرف صاحب وجد کو فیضِ ربانی حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ حاضرینِ مجلس کو بھی یہ برکت ملتی ہے البتہ اس کیفیتِ حق و باطل کی تمیز ضروری ہے جسکو صرف اہل اللہ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ مریدوں کا کام نہیں

(۱۸) ایک بولتا ہے ہزاروں سنتے ہیں۔

(۱۹) جو آدمی سننا نہیں چاہتا اُس کے برابر کوئی بہرا نہیں۔

حیات و ممات

(۱) زندگی ایک نعمت ہے۔

(۲) موت زندگی کا دوسرا نام ہے۔

(۳) زندگی فنا کا ثبوت ہے۔

(۴) زندگی دراصل شور و شر اور حرکت و صدا کا نام ہے۔

(۵) زندگی ایک متحرک سایہ ہے۔

(۶) انسان کی حیات مثل حباب ہے جسکو ایک لہر فنا کر دیتی ہے۔

(۷) زندگی ایک پھول ہے جو گرم ہوا کے ایک جھونکے سے مرجھا جاتا ہے۔ یا کنول کے پتے پر ایک قطرۂ غلطان۔

(۸) کوئی نہیں جانتا کہ پتہ کب گریگا، کہاں گریگا اور کیونکر گریگا؟

(۹) جس طرح پانی کی لہریں اپنے مقابل کی لہروں کو ہٹاتی اور مٹاتی چلی جاتی ہیں اسی طرح دنیا میں جدید نسل قدیم نسل کو فنا کرتی چلی جاتی ہے۔

(۱۰) زندگی کو بیکار کھونا جواہر کو شیشوں سے بدلنا ہے۔

(۱۱) زندگی وہ شمع ہے جو ہوا میں رکھی ہوئی ہو۔

(۱۲) بیمار آدمی کے سرہانے مُردے بیٹھے ہیں۔

(۱۳) ڈوبتا ہوا آدمی اُسترے کو پکڑ لیگا۔

(۱۴) موت ایک سیاہ اُونٹ ہے جو ہر دروازے پر گھٹنے ٹیکتا ہے۔

(۱۵) انسان وقتِ پیدائش ہی سے مرنا شروع ہوتا ہے۔

(۱۶) موت سے ڈرنا بالکل فطری امر ہے۔

(۱۷) شمع کسقدر جلد پگھلتی ہے۔ جس قدر تیز جلتی ہے اُسی قدر جلد ختم ہو جاتی ہے۔ شمعِ زندگی بھی بہت تیز روشن ہے بہت جلد گُل ہو جائیگی۔

(۱۸) آدمی کیونکر مرتا ہے؟ یہ کوئی معقول سوال نہیں، سوال یہ ہے کہ وہ زندگی

کیونکر گزارتا ہے؟

(۱۹) زندگی میں شعر ایک نوحہ ماتم، موسیقی ایک فغانِ یاس، پھول ایک منجمد قطرۂ گریاں، روشنی ایک امید گریزاں کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں

(۲۰) موت نفیری نہیں بجاتی۔

(۲۱) موت کو زندگی کے لئے تلاش کرو۔

(۲۲) مُردے کو مُردے دفن کرتے ہیں۔

(۲۳) مُردہ زندہ کے پاس نہیں آتا زندہ مُردہ کے پاس جاتا ہے۔

(۲۴) موت خوشی وراحت کا دروازہ ہے۔

(۲۵) زندگی نام ہے بے حسی کا۔

(۲۶) مرنے سے پہلے مرجاؤ۔

شکر و شکایت

(۱) شکر کرنے سے ہمیشہ نعمت قائم رہتی ہے۔

(۲) جو انسان کسی کی مہربانی کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی ادا نہیں کرتا

صبر و قناعت

(۱) صبر ظفر کی سواری ہے۔

(۲) قناعت دوستی کی کلید ہے۔

(۳) مصیبت پر صبر نہ کرنا مصیبت پر مصیبت لانا ہے۔

(۴) بے صبر آدمی بے روغن چراغ ہے۔

(۵) صبر بظاہر تلخ ہے لیکن اُسکا پھل میٹھا ہے۔

(۶) صبر کا انجام سلامت اور عجلت کا انجام ندامت ہے۔

(۷) غذا سے جسم کو اور قناعت سے رُوح کو راحت پہنچتی ہے

(۸) اگر تم ایک توے اور رکڑ ہائی پر قناعت کروگے تو افلاس سے محفوظ رہوگے

(۹) خوشحالی اور عافیت میں خدا پر توکل کرو۔

(۱۰) فقیر سے کہا "تیرا گھر جل رہا ہے"۔ فقیر بولا "کوئی پرواہ نہیں میری جھولی اور کشکول میرے پاس ہے"

(۱۱) جب قانع تھا سب کچھ پاس تھا جب دولتمند ہوا تو محتاج ہو گیا۔

گُناہ

(۱) اگر گناہ کا وجود نہ ہوتا تو عفو کی تمیز ناممکن تھی۔

(۲) ایک گناہ بہت ہے اور ہزار طاعت قلیل۔

(۳) گناہ نہ کرنا اچھا ہے اور ارادۂ گناہ نہ کرنا اُس سے اچھا ہے۔

(۴) گناہ ناسور ہے اگر ترک نہ کرو تو برابر بڑھتا رہیگا۔

(۵) گناہ وہ مردہ مکھیاں ہیں جو عطر میں پڑی ہوئی ہوں۔

(۶) میں تو گناہ اس لئے کرتا ہوں کہ اس سے بچنا بھی ایک نوع کی ریاکاری ہے

توبہ

(۱) توبہ قلب کی راحت ہے۔

(۲) توبہ نجات کا ذریعہ ہے۔

(۳) توبہ کے آنسو ٹھنڈے ہوتے ہیں۔

(۴) توبہ بڑی گراں قیمت ہے۔

(۵) گناہ گار کا توبہ کرنا عذر کا اظہار کرنا ہے۔

(۶) موت کے وقت توبہ کرنی عین جنگ کیوقت تلوار بنانا ہے۔

(۷) توبہ کرنی آسان ہے گناہ چھوڑنا مشکل ہے۔

نفس کُشی

(۱) ہوائے نفسانی کے برابر کوئی آگ نہیں اسکا دبا رہنا ہی اچھا ہے۔

(۲) دُنیا کی خواہشات نفسانی کا روزہ رکھنا سب سے بڑا روزہ ہے۔

(۳) جو اپنے نفس پر حکومت رکھتا ہے وہ تمام دُنیا پر حکومت کر سکتا ہے۔

آنکھ

(۱) انسان بظاہر کور ہو تو کوئی نقصان نہیں بشرطیکہ چشم قلب مُنور ہو۔

(۲) اگر آنکھیں روشن ہوں تو ہر روز روزِ حشر ہے۔

(۳) جسقدر چیزیں ہمکو دکھائی دیتی ہیں اس سے زیادہ ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں۔

(۴) آنکھیں تین قسم کی ہوتی ہیں جسمانی آنکھ جو انسان اور حیوان دونوں کو حاصل ہے اِس کا فعل صرف دیکھنا ہے۔ عقلی آنکھ بصیرت کہلاتی ہے جو صرف انسان کے ساتھ مخصوص ہے۔ ایمانی آنکھ خدا پرستوں کی ملکیت ہے جو دُنیا کے علاوہ عالمِ بالا کا بھی نظارہ کرتی ہے۔

(۵) آنکھ کو دیکھنے سے کبھی سیری نہیں ہوتی۔

(۶) اندھے درحقیقت وہ لوگ ہیں جو اپنے انجام و عاقبت سے غافل ہیں

دُنیا

(۱) دُنیا ایک سرائے فانی ہے۔

(۲) دُنیا مومن کا قیدخانہ اور کافر کی بہشت ہے۔

(۳) دُنیا مُردار ہے اور اُس کے طالب کتے ہیں۔

(۴) دنیا ایک عمارت ہے جسے ہم تیار کرتے ہیں۔ یہ زمانہ اس عمارت کا مسالہ اور چونا ہے اور آج و کل اس عمارت کی اینٹیں ہیں۔

(۵) دُنیا کا دوسرا نام احسان فراموشی ہے۔

(۶) دُنیا میں عارضی راحتوں کیلئے نیکیاں دیکر ابدی لعنتیں مول لی جاتی ہیں

(۷) جو دنیا کو ذلیل سمجھتا ہے وہ دُنیا کا مالک ہے۔

(۸) دُنیا کو چھوڑنا بہترین عبادت ہے۔

(۹) دُنیا کی حلاوتیں جاہلوں کے لئے اور تلخیاں عاقلوں کے لئے ہیں۔

(۱۰) دُنیا کی خوشیاں آگ میں کانٹوں کا چٹخنا ہے۔

(۱۱) دُنیا کے عیبوں میں تیرے لئے یہ کافی ہے کہ تو باقی نہیں رہتا۔

(۱۲) دُنیا مکر ہے اور بغیر مکر و فریب کے حاصل نہیں ہوتی۔

(۱۳) دُنیا کو دغا پسند ہے۔

(۱۴) دُنیا فی الاصل اُن کی ہے جو ہمارے بعد پیدا ہونگے۔

(۱۵) دُنیا جن چیزوں کو محسوسات سے تعبیر کرتی ہے وہ حقیقتاً حِس کی رسوائیاں ہیں۔

(۱۶) دُنیا کے پاس سب سے بڑا ذریعہ حقیقتوں کو پوشیدہ کرنیکا فلسفہ ہے۔

زر و دولت

(۱) زر کی قیمت زر ہے۔

(۲) جب زر بولتا ہے تو تمام زبانیں خاموش ہو جاتی ہیں۔

(۳) دولت کا نمک خیرات ہے۔

(۴) زر، زمین، زن، اور زبان چاروں فساد کا موجب ہیں۔

(۵) دولتمندی قوتِ بازو پر منحصر ہو کیونکہ زور میں زر دو بٹہ تین حصے شامل ہے۔

(۶) اس سونیکے اگالدان پر لعنت ہے جسمیں خون تھوکنا پڑے۔

(۷) دولتمند ہونے کیلئے وراثت کا انتظار فقیر بنا دیتا ہے۔

(۸) دولتمند مفلسوں کو کھاتے ہیں اور دولتمندوں کو شیطان کھاتے ہیں، اس طرح دونوں کھائے جاتے ہیں،

(۹) دولتمند بیوہ کے آنسو بہت جلد خشک ہو جاتے ہیں۔

(۱۰) یہی اصل کیمیا ہے کہ آمد ہو اور خرچ نہو۔

(۱۱) چاندی کی کیل لوہے کے دروازے میں سوراخ کرتی ہے۔

(۱۲) صرف روپیہ نہونے سے روپیہ برباد ہوتا ہے۔

(۱۳) دولت ہونے سے آدمی اپنے آپ کو بھول جاتا ہے اور دولت نہونے سے لوگ اُسکو بھول جاتے ہیں۔

(۱۴) دینے سے پہلے لکھوا اور رکھنے سے پہلے رسید لو۔

(۱۵) ہمیشہ بچانا ہمیشہ مفلس رہنا ہے۔

اقبال و اِدبار عروج و زوال

(۱) دُھوپ گھڑی صرف روشن گھنٹوں کو بتاتی ہے۔

(۲) شاہراہ پر خوشنما پھول دیر تک قائم نہیں رہتے۔

(۳) چاند ہمیشہ بدر نہیں رہتا۔

(۴) کوئی دن ایسا نہیں جس کی شام نہ ہو۔

(۵) اقبال و ادبار دولاب۔ رہٹ کے دو ڈونگے ہیں۔

(۶) جو آج ترقی نہیں کرتا کل اُس کا تنزل یقینی ہے۔ ×

(۷) جب تک مجھکو دفن نہ کرلو خوش اقبال نہ کہو۔

(۸) ایک رتی اقبال سیر بھر دانش کے برابر ہوتا ہے۔

(۹) اگر فوج کم ہو اور اقبال یاور ہو تو فتح یقینی ہے۔

(۱۰) کرم کا ہیٹا کھیتی کرے، تو بدیا مرے یا بجر پڑے۔

دوست و دشمن

(۱) دوست کا دوست اور دشمن کا دشمن، دوست ہوتا ہے۔

(۲) دوست کا دشمن اور دشمن کا دوست، دشمن ہوتا ہے۔

(۳) ایک دوست صادق کا حصول نعمائے الٰہی میں سے بہترین نعمت ہے

(۴) دو دوستوں کیلئے سوئی کا ناکہ وسیع ہے لیکن دو دشمنوں کیلئے تمام دنیا تنگ ہے +

(۵) دشمن کے بوسہ سے دوست کا کاٹنا اچھا ہے۔ ×

(۶) دسترخوان کے دوست بدلنے کے لائق ہیں ×

(۷) احمق خود اپنا دشمن ہے اوروں کا دوست کیونکر ہو سکتا ہے +

(۸) جھوٹا دوست دھوپ گھڑی کا سایہ ہے ×

(۹) دوستی میں شبہ زہر ہے۔ ×

(۱۰) ہر شخص اپنے سینہ میں ایک دشمن لئے پھرتا ہے ×

(۱۱) دوست فی الاصل وہ ہے جو مصیبت کے وقت کام آئے وہ نہیں ہے

جو حالت دیکھکر صرف متاسف ہو۔

(۱۲) وہ شخص جو ہر ایک ساتھ خلوص رکھنے کا مدعی ہے وہ حقیقتاً ایک کا بھی مخلص نہیں۔

(۱۳) صرف دوستی ہی وہ پھول ہے جس میں کانٹے نہیں ہوتے۔

(۱۴) دو ہو کر ایک محسوس کرنا یہ دوستی کا نصب العین ہے

(۱۵) اگر بے عیب دوست چاہتے ہو تو اپنے اندر دوست کے عیوب کا احساس پیدا نہ ہونے دو، بے عیب دوست حاصل ہو جائیگا۔

(۱۶) جو گاہے گاہے نئے تعلقات پیدا نہیں کرتا وہ جلد تنہا رہ جاتا ہے انسان کو چاہیئے کہ ہمیشہ اپنی دوستی کو تازہ کرتا رہے۔

(۱۷) دشمن سوئے نہ سونے دے۔

شہرت و نمود

(۱) شہرت دھوکا ہے نام و نمود کا، خود زندگی دھوکا ہے۔

(۲) نیک نام مرنا زندہ جاوید رہنا ہے۔

(۳) اگر تمھیں اپنی شہرت منظور ہے تو اپنے بستر پر سورج کو نہ چمکنے دو۔

(۴) اگر میں بھی آقا اور تم بھی آقا تو گدھے کون ہانکے گا۔

(۵) انگور کے خوشے دیکھنے سے پیاس نہیں بجھتی۔

(۶) اونچی دوکان پھیکا پکوان۔

(۷) نیک نامی وہ پیرہن ہے جو کبھی پرانا نہیں ہوتا۔
(۸) بدنام آدمی زندہ مُردہ ہے۔
(۹) راست باز آدمی کی موت آفتاب کا غروب ہونا ہے۔

عیش و غم

(۱) انسان کی خوشی بلور کے مانند ہے جسقدر زیادہ چمکدار ہوتی ہے اسی قدر جلد ٹوٹ جاتی ہے۔
(۲) ہم ذراسی مصیبت پر اسقدر پریشان ہوتے ہیں کہ ہم اُس خوشی کو نہیں دیکھ سکتے جو اس غم کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔
(۳) میری مصیبتوں پر نہ ہنسو، جب وہ پرانی ہو جائیں گی تو اسوقت تم غمزدہ ہو جاؤ گے۔
(۴) شبِ عیش کی صبح اکثر اُداس ہوتی ہے۔
(۵) اب تک کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا جو ہر ایک کو خوش کر سکے۔
(۶) چھوٹے غم واویلا کرتے ہیں بڑے غم خاموش ہوتے ہیں۔
(۷) نہ آئے کی خوشی نہ گئے کا غم۔
(۸) ایک افسردہ دل تمام انجمن کو افسردہ کر دیتا ہے۔
(۹) دوسروں کی خوشی اپنے غموں کو تازہ کرتی ہے اور غم اپنے غم کو ہلکا کرتا ہے۔
(۱۰) مسکراہٹ گھر کی دھوپ کی مانند ہے۔

(۱۱) عیش کا ذکر نصف عیش ہے۔

(۱۲) انسان اپنی زندگی میں بہت سے ایسے کھیل بھی کھیل سکتا ہے جنکو "کمیڈی" اور "ٹریجڈی" بننے سے پہلے ہی ختم ہو جانا چاہئے۔

(۱۳) خدا جانے کتنے دردناک واقعات ایسے ہیں جو فسانہ بننے سے پہلے ہی محو ہو جاتے ہیں۔

تقدیر و تدبیر

(۱) تقدیر تدبیر کا دوسرا نام ہے۔

رسومِ ظاہری کے تکلفات

(۱) افسانہ نگار زندگی کا مبالغہ آمیز عکس پیش کرتا ہے ہم اپنی زندگی کو افسانے کا عکس بنانیکی کوشش کرتے ہیں، ناکام رہتے ہیں اور ناکامی کے احساس کو عمر بھر کے لئے اپنے دماغ پر مسلط کر لیتے ہیں

(۲) کیا گلے میں مالا ڈالنے سے دوسرا جنم ہو جائیگا؟

(۳) جو تجھے دیکھکر مسکراتے ہیں وہ سب تیرے دوست نہیں۔

(۴) بڑے آدمی فکرِ پوشاک میں وقت ضائع نہیں کرتے۔

(۵) موجودہ سوسائٹی میں غریب انسان کو آزادی سے محبت کرنے اور محبت کئے جانے کا بھی حق حاصل نہیں۔

عزّت و ناموس

(۱) نیک نامی بہترین ورثہ ہے۔

(۲) ہر کام میں اپنی عزّت کا خیال رکھو۔

(۳) بے عزّت انسان کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو کسی کو دے سکے۔

اِنسان و شیطان

(۱) اِنسان کا آئینہ انسان ہے۔

(۲) انسان سہو و خطا سے مرکب ہے۔

(۳) اِنسان خود ہستی ہے اور ہستی ہی انسان ہے۔

(۴) جانور اپنے مالک کو پہچانتا ہے لیکن آدمی اپنے خدا کو نہیں پہچانتا۔

(۵) جس آدمی کا ذکر نہیں ہوتا اس کو کوئی بُرا نہیں کہتا۔

(۶) آدمی اپنے قول سے پہچانا جاتا ہے۔ اور فعل کیساتھ وصف کیا جاتا ہے

(۷) آدمی کی اپنی مرضی بہشت ہے۔

(۸) گوشہ نشین فرشتہ صفت ہوتا ہے اور شیطان صفت بھی۔

(۹) انسان کو شیطان بہکاتا ہے۔ لیکن کاہل وجود شیطان کو بہکاتا ہے

(۱۰) وہ بدترین آدمی ہے جس کو لوگ بدی کرتے ہوئے دیکھیں

(۱۱) قرآن مجید کے حروف شیطان کے لئے تلواریں ہیں۔

(۱۲) شیطان اس طرح مشورہ دیتا ہے۔ جس طرح بلی چوہے کو سمجھاتی ہو

(۱۳) آدمی گناہ کرتا ہے لیکن مجرم شیطان کو ٹھیراتا ہے

(۱۴) انسان کی نجات و ہلاکت اس کے دل اور زبان پر منحصر ہے۔

خیر و شر

(۱) نیک کام کرتے وقت مذہب و ملت کا خیال نہ کرو۔

(۲) وہ اچھے کام جو کسی کو نقصان پہنچائیں اُن کاموں سے خراب ہیں جو فی الحقیقت خراب ہیں۔

(۳) برائی کا سہنا ناتحقیق بھلائی کی طرف رجوع ہونے سے بہتر ہے۔

(۵) بچوں کا کھیل چڑیا کی موت۔

(۶) معاف کرو اور بھول جاؤ۔

(۷) شر کو شر اور خیر کو خیر سزاوار ہے۔

(۸) ہر بشر سے بھلائی کی امید رکھنا بے سود ہے، یہ بشر کی ذات ہے اور بشر میں شر دو بٹہ تین حصے شامل ہے۔

(۹) بہت سے آدمیوں کے ساتھ گناہ میں شریک ہونے سے چند آدمیوں کے ساتھ ثواب میں شریک ہونا بہتر ہے۔

(۱۰) ہاں اور نہیں ہی میں عظیم فساد برپا ہوتا ہے۔

افعال و اعمال

(۱) آدمی کی عقل کی دلیل اُس کا قول ہے اور اصل کی دلیل اُسکا فعل ہے

(۲) افعال و اقوال کے درمیان بہت فاصلہ ہے۔

(۳) آدمی سے پہلے آدمی کے خصائل شہر میں جاتے ہیں

(۴) بیل کے قدم کے ساتھ جس طرح پیّہ چلتا ہے اسی طرح بدکردار اور بدگفتار کے ہمراہ اُس کے کیفرکردار چلتے ہیں۔

بدکاری و بدگوئی

(۱) جسقدر دیر میں بُرا لفظ کہا جاتا ہے اُسی قدر دیر میں اچھا لفظ ادا ہو سکتا ہے

(۲) بدگو تین آدمیوں کو مجروح کرتا ہے اول اپنے آپ کو دوم جس کی برائی کرتا ہے سوم جو اُسکی برائی کو سنتا ہے۔

(۳) جو بدگوئی سنکر خوش ہوتا ہے وہ خود بھی بدگو ہے۔

(۴) بدگوئی سے خاموشی اور بدکاری سے اپاہج ہونا بہتر ہے۔

(۵) آگ میں خوشی سے ہاتھ ڈالئے یا مجبوراً وہ ضرور جلیگا۔

(۶) جو ہمسایہ کے برخلاف جھوٹی گواہی دے وہ ایک تیز تلوار ہے۔

(۷) بدکار سزا سے نہیں ڈرتا۔

(۸) کُند چاقو انگلی کاٹتا ہے قلم نہیں تراشتا۔

غرور و تکبر

(۱) اندھیری رات میں رینگتی ہوئی چیونٹی پکڑ لیتے ہیں لیکن اپنے دل میں غرور کی حرکتوں کو نہیں دیکھ سکتے۔

(۲) اگر غرور کوئی علم ہوتا تو اس کے سند یافتہ بہت ہوتے۔

(۳) مغرور اندھے کے مانند بے بصر ہوتا ہے۔

(۴) غرور سے بڑھکر انسان کا کوئی دشمن نہیں۔

(۵) غریبوں کے غرور کو کوئی خاطر میں نہیں لاتا۔

(۶) مغروروں سے غرور کرو۔

(۷) لکڑیاں خاموش جلتی ہیں کانٹے بھڑ بھڑ کرتے ہیں کہ ہم بھی لکڑی ہیں۔

(۸) خود پرستی اسقدر مہلک گناہ نہیں جسقدر خود فراموشی ہے۔

(۹) مغرور گھوڑے پر جاتا ہے اور پیدل واپس آتا ہے۔

(۱۰) ہر شخص اپنے خیال میں بادشاہ ہوتا ہے۔

(۱۱) چمگادڑ یہ سمجھتی ہے کہ میں آسمان کو تھامے ہوئے ہوں۔

(۱۲) جو مکھی کچھوے کو کاٹتی ہے وہ اپنا منہ توڑتی ہے۔

(۱۳) مغرور شخص بھس بھری ہوئی کھال ہے۔

(۱۴) آفتاب کی طرح ہر کاخ پر نہ دوڑو۔

(۱۵) جذبۂ پندار جذبۂ پرستش کو ضعیف کر دیتا ہے۔

بُغض وحسَد

(۱) حاسد کو حسد اس سے پہلے قتل کرتا ہے کہ وہ محسود پر اثر کرے۔

(۲) حسد بجائے خود ایک سزا ہے۔

(۳) ظاہر بغض باطن کے کینہ سے بہتر ہے۔

امانت وخیانت

(۱) دیانت دار کا قول بمنزلہ دستاویز ہوتا ہے۔

(۲) دیانت سے کام کرو بہادرانہ جواب دو۔

(۳) اگر خیالات شرعی شاہد ہوتے تو بہت سے متدین خائن ثابت ہوتے

(۴) کھلا ہوا صندوق دیانتدار کے دل میں بھی خلل ڈالتا ہے۔

خودغرضی

(۱) زندگی نام ہے خودغرضی کا جو زیادہ خودغرض ہے وہی کامیاب تر ہے

(۲) جو اپنے سوا کسی کی قدر نہیں کرتا وہ بادشاہ کی طرح خوش رہتا ہے۔

(۳) ایک شخص مر رہا ہے دوسرا اسکی بیٹی مانگ رہا ہے۔

(۴) بھیڑ اپنی جان کو رو رہی ہے اور قصائی چربی کو۔

(۵) کسی کی ڈاڑھی جلے کوئی پائپ روشن کرے۔

غُصّہ و حلم

(۱) پانی اور غصہ ہمیشہ اُتر جاتے ہیں۔

(۲) جائز غصہ عدالت کی تلوار ہے جو قتل کرنیکے باوجود بے گناہ رہتی ہے

(۳) غصہ تھوڑی دیر کی دیوانگی ہے۔ Anger is short madness.

(۴) حلم جوہر ہے گویا ئی متاع ہے۔

(۵) حلم آفتوں کا پردہ ہے۔

(۶) حلم بربادی کا دوسرا نام ہے۔

(۷) بغیر قوت کے خشمگیں ہونا حماقت ہے۔

(۸) آتش غضب سے زیادہ آتش محبت کام کرتی ہے۔

ضِد

(۱) ضدی آدمی لپٹے ہوئے بوریئے کی مانند ہیں۔

(۲) ضدی آدمی اور مگرمچھ دونوں کی ایک خصلت ہی جسکو پکڑ لیتے ہیں پھر چھوڑتے نہیں۔

حرص

(۱) حرص صرف اُس چیز سے کیجاتی جس کو منع کیا جائے۔

(۲) گناہ بوڑھے ہو جاتے ہیں طمع ہمیشہ جوان رہتی ہے۔

(۳) حریص کی آنکھ کو صرف خاک بھر سکتی ہے۔

(۴) حرص و ہوس میں محبت کا کوئی جزو نہیں ہوتا۔

بادشاہ و سلطنت

(۱) بادشاہ سایۂ پروردگار ہے۔

(۲) شریف بادشاہ کبھی اپنے آپ کو سکے کی مُبارکباد نہیں دیتا۔

(۳) بادشاہ کے کہنے سے پانچ کو چھٹنت ماننا پڑتا ہے۔

(۴) بادشاہی حاصل کرنے کے لئے تمام قانون شکستہ ہو جاتے ہیں۔

(۵) آزاد رعیت ہونا قیدی بادشاہ ہونے سے بہتر ہے۔

(۶) ظالم بادشاہ اُس فتنہ و فساد سے بہتر ہے جو رعایا میں بادشاہ نہونیکی وجہ سے ہر وقت برپا رہتا ہے۔

(۷) بادشاہ کی فرمان برداری عزّت کی بقا ہے۔

(۸) دس درویش ایک کملی میں رہ سکتے ہیں۔ لیکن دو بادشاہ ایک ولایت میں نہیں رہ سکتے۔

(۹) شاہانہ دل اکثر پھٹے کپڑوں میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔

(۱۰) شریف وہ ہے جس کو بادشاہ شرف دے۔

(۱۱) بادشاہ کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے۔

(۱۲) ملک اُس بادشاہ کے واسطے ہے جو غالب ہو۔

(۱۳) بادشاہ کا قُرب حاصل کرنا آگ سے دوستی پیدا کرنا ہے۔

(۱۴) اگر بادشاہ ایک سیب لیگا تو رعایا تمام درخت لے لیگی۔

فوج و لشکر

(۱) ہزاروں سپاہ صرف ایک دن کے لئے رکھی جاتی ہے۔

(۲) بہادر سپاہی کو ہمیشہ فتح کا یقین ہوتا ہے۔

(۳) سپاہی اپنے آقا کا حقِ نمک اپنی جان دیکر ادا کرتے ہیں۔

(۴) سپاہی کے لئے افسر کے سوالات قطعی احکام ہوتے ہیں۔

(۵) دشمن کے بھاگنے کے بعد ہر ایک سپاہی بہادر ہوتا ہے۔

قانون

(۱) رسم و رواج آہستہ آہستہ قانون بن جاتے ہیں۔

(۲) قانون دانی اور ہے حق شناسی اور ہے۔

(۳) نئے قانون نئی بدمعاشیاں۔

(۴) سو قانون داں آدمیوں سے زیادہ ایک بھوکے کو سوجھتی ہے۔

(۵) بادشاہ کا پہلا قانون اپنی حفاظت ہے۔

(۶) کیا تم سمجھتے ہو کہ دُنیا میں نکاح سے زیادہ کوئی ذریعہ محبتوں کے

خون کرنے کا ہو سکتا ہے۔

عدل وانصاف

(۱) ترازو اپنے کام میں سونے اور سیسے کا امتیاز نہیں کرتی۔

(۲) جو منصف عہدہ خرید تا ہے وہ عدالت فروخت کرتا ہے۔

(۳) دغا باز سے دغا کرنی انصاف ہے۔

(۴) انصاف کی ناک موم کی ہوتی ہے۔

(۵) ایک ساعت کا انصاف ایک برس کی عبادت سے بڑھکر ہے۔

(۶) جو بادشاہ کا ہو وہ بادشاہ کو دو، جو خدا کا ہے وہ خدا کو دو۔

(۷) جو دوسروں کے کتوں کو روٹی کھلاتا ہے اسپر اُسکے کتے غراتے ہیں۔

(۸) منصف کے دونوں کان یکساں ہونے چاہیں۔

(۹) شیطان کی بھی حق رسی کرو۔

(۱۰) شعلہ کا شکریہ اسکی روشنی کیلئے ادا کرو مگر شمعدان کو فراموش نکرو جو غریب دیر سے تاریکی میں کھڑا ہے۔

ظلم وستم

(۱) ظلم قیامت کی تاریکی ہے

(۲) جہاں زور حق ہو وہاں حق زور نہیں۔

آفت

(۱) بادشاہ کی آفت اُس کا ظلم و ستم ہے۔
(۲) وزیروں کی آفت ضعفِ سیاست دانی ہے۔
(۳) رعایا کی آفت طاعت سے انکار ہے۔
(۴) عالموں کی آفت حُبِ ریاست ہے۔
(۵) اُمرا کی آفت اُن کے بدخصائل ہیں۔
(۶) ریاست کی آفت ضعفِ مال ہے۔
(۷) عادلوں کی آفت عدل کی کمی ہے۔
(۸) فیاضوں کی آفت بخیلوں کی صحبت ہے۔
(۹) علم کی آفت فراموشی ہے۔
(۱۰) ہمسایہ کی آفت ہمسایہ کی آفت ہے۔

حکومت و اعزاز

(۱) عہدہ کا مطلب فرضِ منصبی ہے نہ کہ اختیار و اقتدار۔
(۲) عہدہ دار قوم کا خدمت گزار ہے نہ کہ اُسکا آقا، اُسکے اعمال و حرکات قواعد و ضوابط کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں جنکو نظر انداز کرنیکی وہ جسارت نہیں کرسکتا۔

(۳) عہدہ مربیت کا حامی نہیں ہے۔

(۴) ملازمت ورثہ نہیں ہوتی۔

حکم و التجا

(۱) بڑے آدمیوں کا مانگنا حکم ہوتا ہے۔

(۲) حکم دو اور خود کچھ نہ کرو تو کچھ نہ ہوگا۔

(۳) جو شخص التجائے نگاہ کو نہیں سمجھ سکتا اسکے سامنے اپنی زبان کو شرمندہ نہ کرو۔

آقا و نوکر

(۱) آقا کی ایک آنکھ نوکر کی چار آنکھوں سے زیادہ دیکھتی ہے۔

(۲) نوکر اپنے آقا کی جسمانی اور عقلی کمزوریوں سے واقف ہوتے ہیں۔

ادب و اخلاق

(۱) با ادب بانصیب بے ادب بے نصیب۔

(۲) ادب دوستی و ملت کے لئے آبِ حیات ہے۔

(۳) بزرگی عقل و ادب سے ہے عمر و سن سے نہیں۔

(۴) شرافت کے عناصر خداپرستی۔ فرزانگی، فراست اور۔ ادب و اخلاق ہیں

(۵) جسکو ماں باپ ادب نہیں سکھاتے اسکو زمانہ سکھاتا ہے۔

(۶) جو غصہ کی فرمانبرداری کرتا ہے وہ اپنا ادب ضائع کرتا ہے۔

(۷) ادب کی بدولت خاندانی اور نسبی عیوب چھپ جاتے ہیں۔

(۸) ادب کی طلب زر کی طلب سے بہتر ہے۔

وعدہ قول قسم

(۱) وعدہ ایک قرض ہے جو بہر صورت ادا کرنا پڑتا ہے۔

(۲) فوری انکار مدت کے وعدوں سے بہتر ہے۔

(۳) انڈے اور قسمیں بہت جلد ٹوٹ جاتی ہیں۔

(۴) ہر ایک کو اپنی موٹر مستعار دیدو لیکن اپنا قول کسیکو نہ دو۔

اِحسان و سخاوت

(۱) فقیر کی صدا سخی کے لئے نغمہ ہے۔

(۲) سخیوں کی خوشی عطا میں اور بخیلوں کی خوشی لینے میں ہے۔

(۳) برائی میں تاخیر کرنا احسان ہے۔

(۴) سخاوت کا ثبوت ہستی کا ثبوت ہے۔

(۵) سخی خدا کا دوست ہے گو وہ فاسق ہو۔

(۶) بلاموقع محل احسان کرنا ستم کے مترادف ہے۔

(۷) سخاوت کے ساتھ اعتذار کمال سخاوت ہے۔

(۸) قبل از سوال بخشش بزرگ تر ہے۔ (بے طلب دیں)

(۹) جو بہت زیادہ تحائف دے اُس سے خوف کرو۔

(۱۰) خیرات مال میں اضافہ کرتی ہے۔

(۱۱) احسان کرنے سے آدمی سردار ہو جاتا ہے۔

(۱۲) احسان دشمن کو بھی زیر کر دیتا ہے۔

(۱۳) ناسپاس کبھی ایسا کام نہیں کرتا جو شکریہ کا مستحق ہو۔

(۱۴) احسان کا اظہار احسان کو ضائع کرنا ہے۔

(۱۵) سخی سے سُوم بھلا جو ترت دے جواب۔

(۱۶) احسان کی وہ حد نہایت ہی خطرناک ہوتی ہے جب دوسرا اپنے عدم استحقاق کو محسوس کرنے لگے۔ محسن کُشی کے جذبات اسی جگہ پہنچکر پیدا ہونے لگتے ہیں۔

سلوک و انتقام

(۱) انتقام خدا کی غذا ہے۔

(۲) صندل اُس آری کو بھی خوشبودار کرتا ہے جو اسکو کاٹتی ہے۔

(۳) جس چٹان کو لوہے کے گرز نہیں توڑ سکتے اس میں درخت کی ایک سبز شاخ شگاف ڈال دیتی ہے۔

(۴) دشمن پر مہربانی سے، دروغ گو پر سچ سے، ظالم پر صبر سے، بدکار پر نیکی سے فتح پاؤ۔

(۵) دشمن کے لئے وہ چیز رکھو جو تمہیں عزیز ہے۔

(۶) بعض اوقات جرم معاف کرنا جرم کو اور زیادہ خطرناک بنا دیتا ہے۔

(۷) دوست دشمن دونوں کے ساتھ مروت اور سلوک سے پیش آؤ تاکہ دوست سے دوستی قایم رہے اور دشمن دوست بن جائے۔

(۸) اپنے آپ کو کبھی معاف نہ کرو اوروں کو ضرور معاف کرو۔

(۹) اگر انتقام لینا چاہتے ہو تو اپنی حفاظت کرو۔

ظاہر و باطن

(۱) ظاہر باطن کا عنوان ہے۔ "الظاهر عنوان الباطن"

(۲) ہر چمکدار شے سونا نہیں ہوتی۔ All that glitters is not gold — Shakespeare

(۳) عزیزوں کی طرح ملو بیگانوں کی طرح معاملہ کرو۔ تعاشروا كالاخوان وتعاملوا كالاجانب

(۴) انسان کا دل ظاہر و باطن میں یکساں ہونا چاہیے۔

(۵) حقایق جنکو ظاہر ہو جانا چاہیے مستور ہیں اور ظواہر جو نظر انداز کر دینے کے قابل ہیں وہ انسان کے دل و دماغ پر مستولی نظر آتے ہیں۔

خاکساری و عاجزی

(۱) شہد کی ایک بوند کسی مکھیوں کو پکڑ لیتی ہے من بھر سرکہ میں ایک بھی نہیں ڈوبتی۔

عیب جوئی و عیب پوشی

خلوت میں ہو تو اپنے گناہوں کا خیال کرو محفل میں جاؤ تو کسی کو برا نہ کہو۔

شرم و حیا

(۱) حیا ایمان کا جزو ہے

(۲) جو حیا نہیں کرتا وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

صحبت

(۱) اگر تم اپنے مصاحبوں کا نام بتا دو تو میں بتا دونگا کہ تم کون ہو؟

(۲) کھجور کے نیچے دودھ پیو گے تو لوگ یہی کہیں گے کہ تاڑی پی ہے۔

(۳) عالم سے ایک گھنٹے کی گفتگو دس برس کے مطالعہ سے زیادہ مفید ہوتی ہے

(۴) جو آدمی جس قوم کے ساتھ چالیس روز رہے وہ اُس قوم کا ہو جاتا ہے۔

(۵) بد آدمی سے بچو گو عالِم ہو۔
(۶) لنکا سے جو نکلتا ہے وہ باون گز کا۔
(۷) صحبتِ بد سے تنہائی بہتر ہے۔ Alone is better than bad company

عقل

(۱) عقل نِصف کرامت ہے۔
(۲) عقل و اِلہام جدا نہیں ہوتے۔
(۳) کسی نے خدا کو نہیں دیکھا عقل سے پہچانا ہے۔
(۴) عقل جوانی کی بہار ہے۔
(۵) تحریر عقل کی رسّی ہے۔
(۶) عاقل آدمیوں کو حق سے پہچانتے ہیں اور جاہل آدمیوں سے حق کو پہچانتے ہیں۔
(۷) پیٹ کیلئے عقل مفقود ہوجاتی ہے۔
(۸) عقل کی بات بچے اور طوطے سے بھی سیکھنی چاہیے۔ گر نوشتست پند بر دیوار

فِطرت

(۱) برف کو پکاؤ یا ابالو پانی کے سوا اور کچھ حاصِل نہیں ہوتا۔
(۲) اِملی خشک ہونے سے اپنی ترشی نہیں کھوتی، اِنسانی فطرت بھی اسی طرح

نہیں بدلتی۔

(۳) عادت انسان کی فطرتِ ثانیہ ہے۔ Habit is a second nature.

(۴) سانپ کو دودھ بھی پلاؤ تو زہر پیدا ہوگا۔

(۵) مکھی اور بھِڑ ایک ہی پھول سے شہد اور زہر چوستے ہیں۔

(۶) مذاق رجحان اور میلانِ طبع کا دوسرا نام ہے یا صاف لفظوں میں فطرت

حکمت

(۱) دردِ سر کا علاج تاج سے نہیں ہوتا۔

(۲) حکمتِ عملی قوت سے زیادہ کام کرتی ہے۔

(۳) وہم کی دوا لقمان کے پاس بھی نہیں۔

(۴) دُنیا میں سب سے عمدہ دوا پرہیز ہے۔

(۵) جہاں دوا کی ضرورت ہو وہاں آہ و نالے کام نہیں آتے۔

احتیاط و حزم

(۱) جو آدمی شیشے کے مکانوں میں رہتے ہیں انکو سنگباری مناسب نہیں

(۲) تھیلی پر ہونے سے پہلے اچھی طرح بند ہو سکتی ہے۔

(۳) اگر پنس کی احتیاط کروگے تو پونڈ اپنی آپ حفاظت کرینگے۔

(۴) تونگری میں مفلسی کا خیال رکھو،

(۵) نیلام میں مُنہ کو بند رکھو۔

(۶) بڑے ڈھیر سے خاک اٹھاؤ۔ خاک بر تودۂ کلاں بردار

(۷) دانشمند جب ایک قدم اٹھاتا ہے تو دوسرے قدم پر مضبوط کھڑا رہتا ہے اور اپنی جگہ کو اُس وقت تک نہیں چھوڑتا جب تک یہ نہ سوچ لے کہ اُس کو کہاں جانا ہے۔

(۸) کھانے سے پہلے دیکھ لو اور دستخط کرنے سے پہلے پڑھ لو۔

(۹) اپنے حکم کی آپ تعمیل کرو تمام تفکرات سے چھوٹ جاؤ گے۔

(۱۰) میخ سے نعل بچتا ہے، نعل سے گھوڑا، گھوڑے سے آدمی، آدمی سے قلعہ، قلعہ سے مملکت۔

(۱۱) جو شبہ کرتا ہے وہ غلطی نہیں کرتا۔

(۱۲) پرند زیادہ بلند نہیں اڑتا، اسکو خوراک کیلئے واپس زمین پر آنا پڑتا ہے

(۱۳) تمہارے ترکش میں تیر نہوں تو تیر اندازوں کے ساتھ نہ جاؤ۔

(۱۴) کسی جنگل کے متعلق یہ خیال نہ کرو کہ وہ شیر اور درندوں سے خالی ہے

(۱۵) اگر قفل خراب ہو تب بھی اُس کو دروازے پر لگا دو۔

(۱۶) سوچو بہت، کہو تھوڑا، لکھو بہت کم۔

(۱۷) نصف راہ سے واپس آجانا گمراہ ہونے سے بہتر ہے۔

(۱۸) مکان خریدنے سے پہلے ہمسایہ کی کیفیت اور سفر سے قبل ہمراہی کا حال دریافت کرو۔

(۱۹) جب تک فتح نہ ہو مالِ غنیمت تقسیم نہ کرو۔

اِتفاق

(۱) اتفاق نعمائے الٰہی میں سے بہترین نعمت ہے۔
(۲) جب تک دو چراغ روشن نہوں ایک چراغ کے نیچے اندھیرا رہیگا۔
(۳) انگور کی بیل اگر کسی چیز پر نہ چڑھائی جائے تو پژمردہ ہو جاتی ہے۔
(۴) آدمی کے ہاتھ۔ کان۔ آنکھ۔ ٹانگیں کام کے تمام اعضا دو دو ہیں۔
(۵) اکیلا کوئلہ جلد بجھ جاتا ہے۔
(۶) لکڑیاں ایک ایک جلاؤ تو دھواں دیتی ہیں اکھٹی جلاؤ تو روشنی پیدا ہوتی ہے
(۷) ایک ہاتھ سے تالی نہیں بجتی۔
(۸) ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو نہ دھوؤ تو دونوں میلے رہیں گے۔
(۹) تم روٹھے ہم چھوٹے۔
(۱۰) متواتر قطرے چٹان کو بھی فرسودہ کر دیتے ہیں۔

نصیحت و مشورہ

(۱) نمونہ نصیحت سے بہتر ہوتا ہے۔ Example is better than precept.
(۲) برملا نصیحت فضیحت ہوتی ہے۔
(۳) مشورہ اس سے کر جو تجھکو رُلائے اس سے نکر جو تجھکو ہنسائے۔

(۴) بروقت صلاح نہ لینی موت کے بعد علاج کرنا ہے۔

(۵) بیمار کی رائے بیم آمیز ہوتی ہے۔ ہر چہ گیرد علتی علت شود

(۶) دلیری سے پہلے رائے دلیر ہوتی ہے۔

(۷) کئی باورچی ایک یخنت کو بگاڑ دیتے ہیں۔

(۸) جو آدمی ہر ایک کی مرضی سے اپنا مکان بنوائیگا وہ خمیدہ بنے گا۔

(۹) دُنیا میں ناصح بننا کوئی مستحسن فعل نہیں کسی کو نصیحت کرنا اسکو بیوقوف سمجھنا ہے اور آپ بیوقوف کو بھی بیوقوف کہیں گے تو اُسے غصہ آجائیگا یہی ہے انسانی دماغ کی سائکالوجی۔

خوف وہراس

(۱) انسان کی تمام صنعتوں میں خوف وسادگی سے زیادہ خاموش اور زبردست کوئی نہیں ہے۔

(۲) خدا کا خوف دل کو روشن کرتا ہے۔

(۳) جو خدا سے خوف نہیں کھاتا اُس سے ڈرنا چاہیئے۔

(۴) بیگناہ کو اتنا مار کہ مجرم جرم کا اقبال کرلے۔

(۵) خوف موجدِ عظیم ہے۔

(۶) مظلوم کی آہ سے ڈرنا چاہیئے وہ آہ کے ذریعہ اللہ کو پکارتا ہے اور لفظ "اللہ" میں "آہ" دو بٹہ تین شامل ہے۔ ۲/۳

(۷) جس شخص کو اپنی جان کا خوف نہیں ہوتا وہ دوسرے کی جان کا مالک ہوتا ہے

(۸) بلا میں مبتلا ہونا بلا کے خوف سے بہتر ہے۔

(۹) بغیر خوف کے مذہب بھی ناممکن ہے۔

فکر و تردُّد

(۱) فکر و تردد سے قبل از وقت بڑھاپا آجاتا ہے۔

(۲) لوہے کو زنگ کھاتا ہے دِل کو فکر۔

(۳) جو خوب غور و فکر کرتا ہے وہ پیشین گوئی کر سکتا ہے۔

(۴) عہدِ ماضی آئینہ کی طرح روشن ہے مستقبل قبر کی طرح تاریک ہے اسلیئے فکر و تردد بیکار ہے۔

(۵) جو مناسب ہو وہ کرو جو ہونا ہوگا ہو جائیگا۔

اِفلاس واحتیاج

(۱) افلاس واحتیاج دو زبردست معلّم ہیں۔

(۲) عزت کے ساتھ مفلس ہونا بدنام رئیس ہونیسے بہتر ہے۔

(۳) باورچی خانے کی فضول خرچی مفلسی کی دعوت ہے۔

(۴) پیٹ سر کو مغلوب کر لیتا ہے۔

(۵) مفلس کے دماغ میں بہت سی دانائیوں کا گلا گھٹ جاتا ہے۔

(۶) جب افلاس آتا ہے تو محبت کھڑکیوں کی راہ سے باہر نکل جاتی ہے۔

(۷) اِفلاس بدمعاشی کا آغاز ہے۔ حضرت عثمان ؓ

(۸) مفلسوں کی دولت اُن کی اولاد ہوتی ہے۔

(۹) مفلس ماں کی گود میں اکثر دولت مند بچّہ ہوتا ہے۔

(۱۰) مفلس سے کوئی مشورہ نہیں لیتا۔

(۱۱) مفلس سراپا تدبیر ہوتا ہے۔

(۱۲) مفلس کی خوشی بھی آلائشوں سے خالی نہیں ہوتی۔

(۱۳) اُمرا کے گناہوں کے لئے مفلس توبہ کرتے ہیں۔

(۱۴) جو یہ کہے کہ میرے پاس تھا وہ مفلس ہے۔

(۱۵) پیٹ سر کو مغلوب کرلیتا ہے۔

اعتدال اِفراط تفریط

(۱) اعتدال چاہتے ہو تو اِفراط اور تفریط دونوں کو چھوڑ دو۔

(۲) جب تم اعتدال کے ساتھ کھانا نہیں جانتے تو کیوں کھاتے ہو؟

(۳) ضرورت سے زیادہ کھاؤ تو امرت بھی زہر ہوجاتا ہے۔

(۴) خوشی کی اِفراط غم ہے اور شراب کی کثرت بدمستی ہے

(۵) سرود کے تاروں کو زیادہ کھینچو گے تو نغمہ سننے سے محروم ہوجاؤ گے۔

(۶) اعتدال ایسا درخت ہے جس کی جڑ قناعت اور پھل آسودگی ہے۔

(۷) تواضع کی کثرت نفاق کی نشانی اور عداوت کا پیش خیمہ ہے۔

(۸) جب تک دھوئیں کی کثرت ہے آگ بجھی ہے۔

(۹) امیدوں کی کثرت موت کی دعوت ہے۔

(۱۰) میں جسقدر کام کرسکتا ہوں اُس سے قدرے کم کرتا ہوں تاکہ کام جاری رہے

(۱۱) آمد و شد کی کثرت وحشت رُبا ہے۔

نیم و نِصف

(۱) نصف کُل سے بہتر ہے۔

(۲) نیم حکیم خطرۂ جان نیم مُلّا خطرۂ ایمان۔

(۳) جو کم بولتا ہے اُس کے لئے آدھا دماغ کافی ہے۔

(۴) عاقل کو اشارہ کافی ہے۔

(۵) آدھا گھر آدھا جہنم ہوتا ہے۔

خاموشی

(۱) جواب نہ دینا بھی اکثر جواب ہوتا ہے۔

(۲) سخن گوئی قدرت سکھاتی ہے خاموش رہنا سوچنے سے آتا ہے۔

(۳) خاموشی غصہ کا بہترین علاج ہے۔

(۴) جو لڑائی میں زبان بند رکھتا ہے اُسکا نقصان بہت کم ہوتا ہے۔

(۵) خاموشی سے وقار بڑھتا ہے۔

(۶) خاموشی عالم کی زینت اور جاہل کی عیب پوشی ہے۔

(۷) خاموشی رضا کی علامت ہے۔

(۸) دو کان سنو زبانوں کو تھکا دیتے ہیں۔

تقلید

(۱) وہ کرو جو اور کرتے ہیں اس طرح تم پر صرف چند آدمی ہنسیں گے۔

(۲) کھائے من بھاتا پہنے جگ بھاتا۔

تعلیم و تربیت

(۱) اگر ماں باپ بچوں کی تعلیم و تربیت کا خیال نہ کریں تو جلاد ہیں۔

(۲) آدمی جو کچھ گھر میں سیکھتا ہے وہی باہر کرتا ہے۔

(۳) جو اپنا آپ معلم ہو اس کے شاگرد احمق ہیں۔

(۴) تعلیم کا زمانہ بعد میں آتا ہے تربیت پیدا ہونے کے ساتھ ہی شروع ہو جاتی ہے۔

(۵) ہر شخص کچھ نہ کچھ عقل و فراست رکھتا ہے لیکن ہر شخص عقل و فراست سے کام لینا نہیں جانتا یہ صرف حُسنِ تربیت پر موقوف ہے۔

(۶) بیوقوف وہی نہیں ہوتا جو ناتعلیم یافتہ ہو بلکہ بیوقوف وہ بھی ہوتے ہیں

جو تعلیم یافتہ ہوں۔

(۷) تربیت تعلیم کے بغیر بھی ایک قیمت رکھتی ہے۔

(۸) معلّم صرف اطلاع دیتا ہے اور تربیت دہندہ اطلاع کیساتھ اُس کا محل موقع بھی بتا دیتا ہے۔

(۹) امتحان پاس کرنا ایک لفظی امتیاز ہے اور تربیت ایک کاروباری اور معنوی خوبی۔

علم و ہنر

(۱) درسگاہ جنت کا روضہ ہے۔

(۲) اپنی لاعلمی کا احساس حصولِ علم کی پہلی سیڑھی ہے۔

(۳) علم کی مذمت لاف زنی ہے۔

(۴) عالم کی لغزش جہان کی لغزش ہے۔ زلّۃ العالِم زلّۃ العالَم

(۵) علم کے درختوں کو آنکھوں کے آنسوؤں سے پانی دو۔

(۶) عالم کا ایک دن جاہل کی تمام عمر کے برابر ہوتا ہے۔

(۷) عالم کا ورثہ ہر ملک و ہر شہر میں ہے۔

(۸) اگر باپ کی میراث حاصل کرنا چاہتا ہے تو باپ کا علم حاصل کر۔

(۹) عالم جانتا ہے کہ میں نہیں جانتا جاہل سمجھتا ہے کہ میں جانتا ہوں۔

(۱۰) جو تھوڑا جانتا ہے وہ جلد کہہ دیتا ہے۔

(۱) خبر کا نہ ہونا بھی اچھی خبر ہے۔

(۲) جنکو علم و ہنر میسر نہیں وہ کور ہیں اور انکی آنکھیں پیشانی میں دو سوراخ ہیں

(۳) علم وہ دولت ہے جس کو نہ کوئی چھین سکتا ہے نہ چرا سکتا ہے

(۴) اگر کوئی قوم اپنے بعد ایسی چیز چھوڑنا چاہتی ہے جو اُس کی یاد کو خلعتِ دوام بخشے تو وہ صرف اُس کا ادب ہے۔

حساب کتاب

(۱) گناہ، ایام زندگی، دشمن یہ ایسی تین چیزیں ہیں جنکا اندازہ انسانی دماغ نہیں لگا سکتا۔

(۲) پرانے حساب نئے جھگڑے پیدا کرتے ہیں۔

(۳) حساب جَو جَو بخشش سَو سَو۔

تجربہ

(۱) سب سے بڑا اور جیّد اُستاد تجربہ ہے

اگر

(۱) اگر آرزوئیں پوری ہوتیں تو گدا شاہ ہوتا۔

(۲) اگر سر آئزک نیوٹن کو بیٹھنے کے آلات حاصل ہو جاتے تو وہ زمین کو کھینچ کر

چند مکعب فیٹ بنا دیتا۔

(۳) اگر ننھا غورث کو "لیور" ـــ بیرم ـــ کے "فلکرم" ـــ نصاب ـــ نصب کرنے کو جگہ ملجاتی تو وہ زمین کو اُس پر اٹھا لیتا۔

(۴) "اگر" حرف شرط سے چاہو تو شہر پیرس کو ایک بوتل میں داخل کر سکتے ہو

(۵) اگر عبادت سیکھنی منظور ہو تو اکثر سمندر میں سفر کیا کیجئے۔

(۶) اگر زخم کو اچھا نہیں کر سکتے تو اُس کو گہاؤ نہ بناؤ۔

(۷) اگر اعتبار کا وجود نہ ہوتا تو دانش بیکار ہوتی۔

(۸) اگر انسان کے خیالات شرعی گواہ ہوتے تو بہت سے دیانتدار بدمعاش ہوتے

(۹) اگر فیصلہ صرف حلف پر منحصر ہے تو زمین ہماری ہے۔

(۱۰) اگر تمکو کسی کا راز معلوم کرنا ہو تو اُس کے رنج و خوشی کیوقت معلوم کرو۔

کوشش و سعی

(۱) حرکت میں برکت ہے۔

(۲) محنت کا ثمر صحت اور صحت کا پھل زندگی ہے۔

(۳) محنت قسمت کا دایاں ہاتھ ہے۔

(۴) کوئلوں کو سیاہی اُسوقت چھوڑتی ہے جب وہ آگ میں داخل ہوتے ہیں۔

(۵) آب رواں چمکتا ہے اور آب ایستادہ سڑتا ہے۔

(۶) خدا رزق دیتا ہے لیکن اس کے لئے کسب معاش ضروری ہے۔

(۷) خشک انگلی سے نمک نہیں چاٹ سکتے۔

(۸) سست آدمی شیطان کا تکیہ ہے۔

(۹) کاہلی کی اُجرت لعنت ملامت ہے۔

(۱۰) عقیق سو بار کٹتا ہے تب نگینہ ہوتا ہے۔

(۱۱) بیکار آدمی کچھ کام نہیں کرتا پھر بھی مصروف رہتا ہے۔

(۱۲) جب کام نہ ہو تو حجام اپنی بیوی کی زلفیں سنوارتا ہے۔

(۱۳) کسب معاش کیلئے دھواں دھار تقاریر کی ضرورت نہیں کسب کی ضرورت ہے

(۱۴) تم اپنے ہل کی خبر لو ہل تمہاری خبر لیگا

(۱۵) دریا کی پیروی کرو سمندر میں پہنچ جاؤ گے۔

آسان و مشکل

(۱) توبہ کرنی آسان ہے گناہ گاری ترک کرنا مشکل ہے۔

(۲) شکم سیر کو روزے کا وعظ کہنا آسان ہے۔

(۳) تلخ منہ سے شہد اگلنا مشکل ہے۔

(۴) تہ تک جانے سے سطح پر آنا آسان ہے۔

(۵) جو بات دو شخص جانتے ہوں اسکا پوشیدہ رہنا مشکل ہے۔

(۶) کھڑکی میں سے سانڈ کو دھمکانا آسان ہے۔

(۷) جب کتا خاموش ہو تو چڑانا آسان ہے۔

(۸) کمرے میں آتش دان بنانا آسان ہے لیکن آگ رکھنی مشکل ہے۔

(۹) برائی و دولت پر فیاض ہونا آسان ہے۔

(۱۰) انتہائی مشکل کام حل ہونیکے وقت ہوا کرتی ہے۔

ممکن و ناممکن

(۱) اگر ممکن کو ناممکن کرنا چاہتے ہو تو ناممکن کو ممکن کرکے دکھاؤ۔

(۲) جو ابتک نہیں ہوا ممکن ہے کہ وہ ہو جائے۔

(۳) مجھکو کوئی نہ مارے تو میں سب کو مار آؤں۔

(۴) ایک پھول سے ہار نہیں بن سکتا۔

(۵) ایسا کوئی آدمی نہیں جس کے نزدیک سب کچھ ناممکن ہو اور ایسا بھی کوئی نہیں جس کیلئے سب کچھ ممکن ہو۔

اُمید و نا امیدی

(۱) امید بیداری کا خواب اور نا امیدی نفس کی راحت ہے۔

(۲) اُمید و توقع حمق کی آمدنی ہے۔

(۳) نا امیدی آزادی اور امید بندگی ہے۔

(۴) امید آخری چیز ہے جسکو ہم دنیا میں چھوڑتے ہیں۔

(۵) اُس خوشی کی توقع کرنا جو لاحاصل ہو ہمیشہ تکلیف میں مُبتلا رہنا ہے۔

(۶) لب تک جام پہنچنے میں بھی بہت سی لغزشیں حائل ہیں۔

(۷) خوشامد اور گریہ و زاری کرنے سے ناامیدی بہتر ہے۔

(۸) انسان کی امیدیں آسمان میں بھی موجود ہیں۔

(۹) ناکامی ہی ہمیں کامیاب بناتی ہے۔

(۱۰) دنیا اُمید پر قایم ہے۔

آرزو، ارمان، حسرت

(۱) آرزوئیں کبھی ختم نہیں ہوتیں۔

(۲) ماضی کی حسرتیں کیا کم ہیں جو حال و مستقبل کے متعلق آرزوئیں وابستہ کرکے اُنہیں بھی مایوسیوں میں تبدیل کرتے ہو۔

(۳) جو شخص التجائے نگاہ کو نہیں سمجھ سکتا اُس کے سامنے اپنی زبان کو شرمندہ نکرو۔

ارادہ و عمل

(۱) نیک ارادہ عمل سے بہتر ہے لیکن عمل کے بغیر ارادہ بیکار ہے۔

(۲) نیک بننے کیلئے پہلے نیک خیال ہونا ضروری ہے۔

(۳) ارادہ فوت ہونے والا ہے۔

زبان

(۱) زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے زیادہ خطرناک ہے۔

(۲) ہاتھوں کی بہ نسبت زبان سے زیادہ کام نکلتے ہیں لیکن زبان کی بہ نسبت ہاتھوں سے بہت کم کام خراب ہوتے ہیں۔

(۳) تلوار کا زخم بھر جاتا ہے۔ زبان کا زخم ہمیشہ تازہ رہتا ہے۔

(۴) بہت سے سر زبان سے کٹے ہوئے ہیں۔

(۵) زبان میں ہڈی نہیں مگر وہ ہڈی کو توڑ ڈالتی ہے۔

(۶) آدمی کی گفتگو دل کا آئینہ ہوتی ہے۔

(۷) زبان کا سکوت جان کی امان ہے۔

(۸) اگر زبان نہ ہوتی تو انسان کا وجود ہوتا۔

(۹) کان دو ہیں زبان ایک ہے، جب دو سنو تو ایک کہو۔

(۱۰) مارتے کا ہاتھ پکڑا جاتا ہے بولتے کی زبان نہیں پکڑی جاتی۔

سچ جھوٹ

(۱) آنکھیں اپنی باتوں کا اور کان دوسروں کی باتوں کا یقین کرتے ہیں۔

(۲) جھوٹ برف کی مانند پگل جاتا ہے اور چھڑکاؤ کے پانی کی طرح خشک ہو جاتا ہے۔

(۳) عاشق، شاعر، گویے جھوٹ بولنے کا استحقاق رکھتے ہیں۔

(۴) جو ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے وہ کسی کو دھوکا نہیں دیتا۔

(۵) سچ سے زحمت اٹھانی جھوٹ سے راحت پانے سے بہتر ہے۔

(۶) سب سے بڑا گناہ جھوٹ ہے۔

(۷) افسانہ سے زیادہ سچ تعجب خیز ہوتا ہے۔

(۸) جو آج جھوٹ ہے کل سچ نہیں ہو سکتا۔

(۹) راست گوئی سب سے اعلیٰ بہادری ہے۔

(۱۰) بولنا کافی نہیں سچ بولنا کافی ہے۔

(۱۱) سچ اور علم دو ایسے زیور ہیں جو مرد و عورت پر یکساں پھبتے ہیں۔

خوشامد

(۱) خوشامدی کا منہ قبر کا شگاف ہے۔

(۲) خوشامدی بلیوں کی مانند ہیں جو آگے چاٹتے ہیں اور پیچھے نوچتے ہیں۔

راز

(۱) ابرار کی منزلت اسرار کی حفاظت میں ہے۔

(۲) جس راز نے دو لبوں سے تجاوز کیا وہ ذکرِ عام ہوا۔

غذا و طعم

(۱) اگر کھانے کی لذت اٹھانی چاہتے ہو تو اُس کو پکتا ہوا نہ دیکھو۔

(۲) ثباتِ نفس غذا میں ہے اور ثباتِ روح غنا میں۔

(۳) ذائقہ کا رد و بدل کیفیت شکن ہے۔

(۴) شکم پرست اپنی قبر اپنے دانتوں سے کھودتا ہے۔

(۵) غریب آدمی کھانے کے بعد بھی بھوکا رہتا ہے۔

(۶) پیغمبروں کی شراب پانی۔

(۷) روٹی کا محتاج ہر ایک کام کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔

(۸) اگر کھانے میں رکابیاں زیادہ ہوں تو یہ گمان ہوتا ہے کہ وہ ہمسایہ سے مستعار لی گئی ہیں۔

(۹) پیٹ خالی دل بھاری۔

(۱۰) عمدہ غذا قیمتی ڈنر سوٹ سے بہتر ہے۔

(۱۱) اشتہا سب سے عمدہ چٹنی ہے۔ Hunger is the best sauce

شراب

(۱) شراب میں دل اور آئینہ میں صورت نظر آتی ہے۔

(۲) شراب خانہ وہ جگہ ہے جہاں دیوانگی بوتلوں میں بیچی جاتی ہے۔

(۳) شباب خود شراب ہے۔

(۴) سوچو جب ہشیار ہو کہو جب پیئے ہوئے ہو۔

(۵) نئے شراب خانے اور نئے گرجا بہت کم خالی ہوتے ہیں۔

(۶) عقلمند شراب پی کر سنجیدہ احمق ہو جاتا ہے۔

(۷) شہراتی کسان شلغم سے لڑتا ہے۔

(۸) میرا روپیہ تمہارا روپیہ ہے۔ آؤ شراب خانے چلیں۔

تندرستی

(۱) ایک تندرستی ہزار نعمت ہے۔

(۲) آپ تندرست جہاں تندرست آپ بیمار جہاں بیمار۔

(۳) تندرستی افلاس کیساتھ نصف دیوانگی ہے۔

(۴) جس کے پاس تندرستی نہیں اُس کے پاس کچھ بھی نہیں۔

(۵) جس معالج کے علاج سے صحت نہ ہو اُس کے پاس کوئی نہیں جاتا۔

(۶) موت دائمی صحت ہے۔ موت کی نیند آ گئی بیمار کو۔ غیب سے ... شفا ہو گیا!

(۷) پائے چوبیں پر چلنا تابوت میں جانے سے بہتر ہے۔

بڑھاپا اور جوانی

(۱) سفید بال موت کی کلیاں ہیں۔

(۲) وقت کی کسی میعاد تک زندہ رہنے سے انسان بوڑھا نہیں ہوتا بلکہ زندگی کا مقصد اور حیات کا مطمح نظر ترک کر دینا بوڑھا ہو جانا ہے۔

(۳) جذبات کی جوانی حیات کی جوانی ہے۔

(۴) جوانی گرمی کی دھوپ ہے۔ لیکن اگر اس میں محبت شامل کر دی جائے

تو وہ موسم بہار کی ایک رنگین شام ہو جاتی ہے۔

(۵) ہر شخص بڈھا ہونا چاہتا ہے لیکن اپنے آپ کو بوڑھا سننے کیلئے تیار نہیں

(۶) عطر و خوشبو استعمال کرنیکا صحیح وقت عالم پیری ہے۔

(۷) بزرگوں کی کہاوتیں بہت کم غلط ہوتی ہیں۔

(۸) بڑھاپے کی متانت جوانی کی نزاکت سے اچھی ہوتی ہے۔

(۹) جوانی دیوانی ہوتی ہے۔

(۱۰) خضاب شباب ثانی ہے۔

(۱۱) لباس کی تعریف نئے ہونے کی ہے اور آدمی کی تعریف بڈھے ہونیکی ہے

(۱۲) آدمی بڈھا ہوتا ہے اس کا دل بڈھا نہیں ہوتا۔

(۱۳) بچہ اپنے لطف کیلئے بچوں کا ساتھ ڈھونڈتا ہے کوئی بوڑھا ان میں بیٹھ ہی جائے تو کیسا برا معلوم ہوتا ہے۔

(۱۴) محفل رقص و سرود میں مغنیہ کی نگاہ وہیں پڑتی ہے جہاں نوجوانوں کا مجمع ہوتا ہے

(۱۵) وقت جسم پر شکنیں ڈال دیتا ہے لیکن مقاصد حیات کی سرگرمی کو ترک کرنے سے روح میں جھریاں پڑ جاتی ہیں اگر تمہاری امیدیں جوان ہیں تو تم بھی جوان ہو اگر یاس و ناامیدی نے تمہارے دل پر قبضہ پا لیا ہے تو سمجھ لو کہ جوانی رخصت ہو گئی

(۱۶) جوانی ایک طبعی غلبہ ہے پر سکون جرأت و شجاعت کا بزدلی پر، اور جانبازی اور اولوالعزمی کا عیش و عشرت کی طلب پر، اور یہ چیزیں ایک پختہ کار سمر پنجاہ سالہ بزرگ میں مل سکتی ہیں نہ کہ ایک بست سالہ جوان میں۔

(۱۷) جوانی کسی فرد کی زندگی کا کوئی مخصوص حصہ نہیں بلکہ یہ دل کی ایک حالت کا نام ہے۔ بھرے ہوئے رُخسار اور مضبوط بازوؤں میں جوانی کو نہ ڈھونڈو بلکہ قوتِ متخیلہ کی کیفیت اور احساس کی شدت سے اس کا پتہ پوچھو۔

ماں باپ اولاد

(۱) ایک باپ دس بچوں کی پرورش کر سکتا ہے لیکن دس بچے ایک باپ کی خبر گیری نہیں کر سکتے۔

(۲) ماں کی محبت سدابہار ہے۔

(۳) اولاد کا حُسن و جمال ماں باپ سے پوچھو۔

(۴) بچے کھلونوں سے کھیلتے ہیں اور ماں باپ بچوں سے کھیلتے ہیں۔

(۵) ماں باپ کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔

(۶) باپ سے عزت اور ماں سے آرام ملتا ہے۔

(۷) پیارے بچے کے بہت سے نام ہوتے ہیں۔

بھائی بہن

(۱) بھائی جیسا کوئی دوست نہیں بھائی جیسا کوئی دشمن نہیں۔

(۲) بھائی وہ ہے جو سلوک و ہمدردی سے پیش آئے نہ کہ وہ تیرے ساتھ [illegible] مداہنت کرے۔

(۳) بھائی کے عیب در اصل اپنے عیب ہیں اسلئے اُن کا پوشیدہ رکھنا لازم ہے
(۴) خواہ بھائی ظالم ہو یا مظلوم اُس کی مدد لازم ہے۔
(۵) نیک ہمسایہ دُور کے بھائی سے اچھا ہے۔
(۶) ماں اور بہن میں کوئی فرق نہیں۔

اچھا بُرا نیک بد چھوٹا بڑا

(۱) جسکو بے عیب اور مستقل سواری درکار ہو وہ پیدل سفر کرے۔
(۲) اپنے گھر کا دھواں دوسرے گھر کی آگ سے بہتر ہے۔
(۳) عزت کے مستحق ہو اور وہ حاصل نہ ہو یہ اُس سے بہتر ہے کہ عزت کے مستحق نہ ہو اور وہ حاصل ہو جائے۔
(۴) چھٹانک بھر مادری ذہانت سیر بھر سکول کی ذہانت سے بہتر ہوتی ہے۔
(۵) وقت ضائع ہونیکی بجائے اُجرت کا نہ ملنا بہتر ہے۔
(۶) بوڑھے احمق اور دانا بچے دونوں بیکار ہیں۔
(۷) بڑے آدمیوں کے نوکر بھی اپنے آپ کو سردار سمجھتے ہیں۔
(۸) وہ چھوٹا بدمعاش نہیں جو بڑے بدمعاشوں کو جانتا ہو۔
(۹) سوراخ سے پیوند اچھا ہوتا ہے۔
(۱۰) سوئی نہایت چھوٹی سی چیز ہے لیکن گوشت کسقدر تیزی سے چھیدتی ہے
(۱۱) خوش لباس سے شکم سیر زیادہ عمدہ تقریر کرتا ہے۔

(۱۲) دو دفعہ پوچھنا ایک دفعہ غلط راہ اختیار کرنےسے بہتر ہے۔
(۱۳) ایک دانہ خرمن کو پر نہیں کرتا لیکن اُن دانوں کی مدد کرتا ہے جو خرمن کو بھرتے ہیں۔
(۱۴) چھوٹے آدمیوں کو یہ شوق ہوتا ہے کہ بڑوں آدمیوں کا ذکر کریں۔
(۱۵) ضعیف تعریف ہجو کے برابر ہے۔

وقت و زمانہ

(۱) وقت سے بڑھکر کوئی شے نہیں۔
(۲) ماضی اور مستقبل دو خوش آیند تصویریں ہیں اور حال خوفناک اس لئے اِس کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کرنا چاہئے۔
(۳) سوائے دن اور رات کے تمام چیزیں خریدی جا سکتی ہیں۔
(۴) زمانہ بچپن کی معمولی سے معمولی اگر ایک خوشی بھی حاصِل ہو سکتی ہے تو اسے زیادہ سے زیادہ قیمت پر خرید لو۔
(۵) سو برس کی مدت بڑی نہیں "کبھی نہیں" کی مدت بہت بڑی ہے۔
(۶) وقت ایک خاموش آواز ہے۔
(۷) درزی کی سوئی کبھی زرین میں کبھی ململ میں۔
(۸) گھڑی کی سوئی وہ گھنٹے دوبارہ نہیں بجا سکتی جو ایک بار بجا چکی ہے۔
(۹) وقت اور موقع آدمی کی آستین میں نہیں ہوتے۔

(۱۰) وقت، ہوا، عورت اور دولت ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔

(۱۱) وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا اسلئے تم ہمیشہ وقت کے منتظر رہو۔

(۱۲) وقت کا غلام بن جانا دُنیا کی بہترین دانائی ہے۔

ضرورت و اسباب

(۱) ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ Necessity is the mother of invention

(۲) اسباب سے اسباب پیدا ہوتے ہیں۔

(۳) کوئی ڈاڑھی اسقدر صاف نہیں منڈتی کہ دوسرے حجام کو دوبارہ حجامت کے لئے کچھ باقی نہ رہے۔

(۴) جو بے ضرورت خریدتا ہے وہ اُن چیزوں کو فروخت کرتا ہے جن کی اُس کو ضرورت ہوتی ہے۔

(۵) دُنیا میں کوئی چیز بیفائدہ نہیں۔

سفر

(۱) سفر وسیلۂ ظفر ہے۔ السفر وسیلۃ الظفر

(۲) غیر ملک میں کسی رہنما کی ضرورت نہیں۔

(۳) مسافر کے جنازے کو صرف چار آدمی اٹھاتے ہیں۔

(۴) غربت میں خواہ کتنا ہی آرام میسر ہو گھر کی سی راحت ملنی دشوار ہے

(۵) حالتِ سفر میں نیک آدمی کا ہمسفر ہونا ڈاک گاڑی کا مِل جانا ہے۔

(۶) طویل سفر میں ایک تنکا بھی بھاری معلوم ہوتا ہے۔

(۷) مسافرت میں دوست کا ملنا بروقت بارش کا ہونا ہے۔

(۸) اگر ایک میل کا سفر ہو تو وہ بھی سفر ہے۔

انقلاب

(۱) انقلاب کو ثبات حاصل ہے۔

آزادی

فطرت نے ہر ایک چیز کو آزاد پیدا کیا ہے نسیم آزاد ہے۔ نکہت آزاد ہے۔ آبشار آزاد ہے اور ہر وہ چیز آزاد ہے جو لطیف ہے لہذا آزادی کا قایم رکھنا ہر ذی حیات کا فطری حق ہے۔ دُنیا میں پابندی کا خیال صرف ایک فریب ہے۔ اور کسی حالت پر قایم رہنا ارتقا کا دشمن۔

تاجر و تجارت

(۱) صنعت و حرفت تجارت کی ماں ہے۔

(۲) تجارت دولت کا سرچشمہ ہے۔

(۳) چرب زبانی تجارت کا گر ہے۔

(۴) ڈرپوک سوداگر نفع و نقصان سے آزاد ہیں۔

(۵) آج سوداگر کل فقیر۔

(۶) تجارت ایک سمندر ہے جہاں ہمیشہ مال و زر کا مدوجزر رہتا ہے۔

(۷) خفیہ خرید و اعلانیہ فروخت کرو۔

(۸) پیشہ ور حبیب اللہ ہے۔ الکاسب حبیب اللہ

(۹) جو آدمی اپنے پیشے کی خوبیاں بیان نہیں کر سکتا وہ تجارت سے ناواقف ہے۔

(۱۰) جس وقت صنعت بازار میں آجاتی ہے صنعت باقی نہیں رہتی بلکہ وہ بازار کی ایک جنس ہو جاتی ہے جو لاکھ گراں ہونے پر بھی کم قیمت ہے۔

قرض، رہن، مستعار

(۱) آج نقد کل اُدھار۔

(۲) آپس کی محبت کے سوا کسی دوسرے کے قرضدار نہ ہو۔

(۳) بھوکا سو رہنا مقروض ہو کر اٹھنے سے بہتر ہے۔

(۴) قرض لینے کے وقت فرشتہ سیرت ادائیگی کے وقت شیطان صورت

(۵) بیمار سو رہتا ہے مقروض کو نیند بھی نہیں آتی۔

(۶) جو غریبوں کو قرض دیتا ہے وہ اسکا سود خدا سے پاتا ہے۔

(۷) خدا اور زمین کو قرض دینا نہایت اچھا ہے۔

(۸) قرض قاطع محبت ہے اور محبت فرض ہے۔ القرض مقراض المحبۃ

(۹) جو اپنی تھیلی سے قرض ادا نہیں کرتا اُسکو اپنی کھال سے ادا کرنا پڑتا ہے۔

(۱۰) قرضدار جھوٹے ہوتے ہیں۔

(۱۱) ایک محبوس پرند سو آزاد پرندوں کی قیمت رکھتا ہے۔

(۱۲) ایک مشاہدہ کا گواہ نو سماعی گواہوں سے بہتر ہوتا ہے۔

(۱۳) مستعار آزادی مستقل غلامی سے بہتر ہے۔

زراعت

(۱) بیل زمیندار کی آنکھ اور بازو ہیں۔

(۲) کھاد زمین کا بادشاہ ہے۔

(۳) کھاد ڈالنا سو مرتبہ ہل چلانے سے بہتر ہے۔

(۴) باغبان جسقدر بوتا ہے اُس سے زیادہ کاٹتا ہے۔

ہر کارے ہر مردے

(۱) گھوڑدوڑ کے گھوڑے ہل میں نہ جوتو۔

(۲) موچی کو جوتے کے قالب سے چمٹنے دو۔

(۳) جو چیز تم سے غیر متعلق ہے اُس کی تعریف و مذمت بیکار ہے۔

(۴) اناڑی کاریگر اپنے اوزاروں پر جھنجلاتا ہے۔

چوری

(۱) چور کو صرف چوری کا فن کافی نہیں مسروقہ مال چھپانیکے گر سے بھی واقف ہونا لازم ہے۔

(۲) وہ بھی چور ہے جو چور کے ہاں چوری کرتا ہے۔

(۳) چور یہ خیال کرتا ہے کہ ہر آدمی چور ہے۔

(۴) چور کو دیانت دار بنانا چاہو تو اسکو مال سونپ کر ذمہ دار بناؤ۔

(۵) چرا کر دینے سے نہ دینا بہتر ہے۔

(۶) چوروں کو گوشت کھاتا ہوا نہ دیکھو سزا پاتے ہوئے دیکھو۔

(۷) چور کو چور خوب پکڑتا ہے

(۸) چوروں سے زیادہ احمق خطرناک ہیں جو وقت برباد کرتے ہیں۔

سزا و پاداش

(۱) شریف آدمی کیلئے ایک لفظ کافی ہے۔

(۲) جو آدمی ایسی بات کہتا ہے جو اُسکو لازم نہیں وہ ایسی باتیں سنتا ہے جو اُسکو ناگوار ہوتی ہیں۔

(۳) لعنت و پھٹکار ایسی سواریاں ہیں جہاں سے جاتی ہیں وہیں واپس آتی ہیں

(۴) خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں اور اُس کے صدمہ کا بھی کوئی علاج نہیں۔

(۵) ہر ایک بدمعاش کیلئے ڈیوڑھا بدمعاش موجود ہے۔

حماقت

(۱) اگر میں احمق ہوں تو میرے مُنہ میں اُنگلی رکھکر دیکھو۔
(۲) ہر دعوت میں ایک احمق ہوتا ہے۔
(۳) احمق اپنی تعریف کرتا ہے اور دیوانہ اپنی ہجو کرتا ہے۔
(۴) احمق ہمیشہ وقت پوچھا کرتے ہیں عاقل اپنا وقت آپ جانتے ہیں۔
(۵) جو ہر بات میں نرم ہو وہ احمق ہے۔
(۶) امیر کا سایہ احمقوں کی ٹوپی ہوتی ہے۔
(۷) حجام یتیموں کے سر پر اور احمقوں کی ڈاڑھی پر حجامت بنانی سیکھتے ہیں۔
(۸) احمق جج ہمیشہ مختصر فیصلہ لکھتا ہے۔
(۹) کوئی پیشہ حماقت نہیں ہوتا پیشہ ور، احمق ہوتے ہیں۔
(۱۰) احمق اور روپیہ کے درمیان جلد جدائی ہوجاتی ہے۔
(۱۱) احمق دعوت کرتے ہیں عقلمند کھاتے ہیں۔
(۱۲) سفید دیوار احمقوں کے لئے کاغذ ہوتی ہے اور کوئلہ قلم۔
(۱۳) احمق پانی پر تصویریں بناتا ہے، سانپ کو دُم کی طرف سے پکڑتا ہے۔ ہوا کو جال میں بند کرتا ہے۔ گوڑے پر عطر ڈالتا ہے۔ پہاڑ پر ہل چلاتا ہے ریت پر بوتا ہے۔ آگ کو تیل سے بُجھاتا ہے، مُردوں کو دھمکاتا ہے، لہروں کو گنتا ہے

چمن پر فرش بچھاتا ہے، مکھی کو بہلے سے مارتا ہے لڑائی کے بعد آلاتِ حرب لاتا ہے۔ لوہے کو تیرنا سکھاتا ہے سمندر میں پانی ڈھونڈتا ہے حضرت آدمؑ سے پہلے کی باتیں کرتا ہے۔

(۴) احمق کے گلے میں گھنٹہ باندھنے کی ضرورت نہیں وہ اپنے آپ کو خود واضح کردے گا۔

(۵) آزمودہ کو آزمانا بیوقوفی ہے۔

کنجوسی

(۱) بخیل کے جوتوں کو پالش لگاؤ تو وہ کہیگا کہ تم اُن کو جلاتے ہو۔

(۲) بخیل کی دعوت کے برابر کسی کی دعوت نہیں۔

(۳) کنجوس افلاس جمع کرتا ہے۔ فیاض دولت۔

(۴) کنجوس جب تک نہ مرے اُس کی ذات سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

(۵) چمڑی جائے دمڑی نہ جائے۔

(۶) بخیل خدا کا دشمن ہے اگرچہ وہ زاہد ہو۔

(۷) بخل سے گناہ اور گناہ سے موت ظہور میں آتی ہے۔

عُجلت

(۱) عجلت اور بھلائی کا اجتماع ناممکن ہے۔

(۲) کوئی شخص ایک وقت میں پھونک اور نگل نہیں سکتا۔

وطن، قوم، رسم و رواج

(۱) جسکو اپنے گھر سے الفت ہے وہ اپنے وطن کیلئے بھی بیقرار ہو سکتا ہے۔

(۲) اپنے ملک کی اپنی جان سے زیادہ قدر کرو۔

(۳) قوم کی عزت اُس کے رسم و رواج ہیں۔

(۴) رسم و رواج کی پیروی کرو یا ملک سے نکل جاؤ۔

(۵) وطن کے مقابلے میں مشرق و مغرب کی وسعت بھی ہیچ ہے۔

مہمان و دعوت

(۱) ایک دن کا مہمان دو دن کا مہمان تیسرے دن کا بلائے جان۔

(۲) دعوتِ شیراز سب دعوتوں سے افضل ہے۔

(۳) روٹی اور نمک دشمن کو بھی تابع کر لیتے ہیں۔

(۴) محبت و اخلاق سے پیش آنا دعوت سے بھی بڑھکر ہے۔

(۵) دعوت کے بعد آدمی سر کھجاتا ہے۔

(۶) آؤ اپنے ارادے سے جاؤ اجازت لیکر۔ (۷) مان نہ مان میں تیرا مہمان۔

آفتاب (۱) آفتاب چشمِ عالم ہے (۲) پیکرِ آفتاب کی نقاب سحاب ہے،
(۳) آفتاب کی عظمت اُس کی روشنی و حرارت میں پنہاں ہے۔

آب و آتش

(۱) پانی سے ہر چیز زندہ ہے۔

(۲) آگ اور پانی میں موافقت ناممکن ہے۔

wate is a good servent but a bad master

(۳) آگ اور پانی دو کارآمد غلام ہیں لیکن اپنے وقت پر خوفناک آقا۔

(۴) محبت کی آگ نہ ارادے کے ساتھ لگائی جا سکتی ہے۔ نہ بجھائی جا سکتی ہے

(۵) آگ اور محبت کبھی اجازت نہیں دیتے کہ اپنے کام میں مصروف ہو۔

(۶) تیز آنچ باورچی کو تیز دست بناتی ہے۔

(۷) سمندر میں اسقدر آدمی غرق نہیں ہوتے جسقدر ایک جامِ مے میں ڈوب کر مرتے ہیں

(۸) آگ یہ پرواہ نہیں کرتی کہ میں کس کے کپڑے جلاتی ہوں۔

رات

(۱) رات کے اس وسیع و غیر متناہی سکون میں ہم اس طرح پڑے ہوئے ہیں جیسے ریگستان میں کوئی نقشِ قدم۔

(۲) رات بدمعاشوں کا دن ہے۔

(۳) جہاں شیر کا خوف ہو وہاں رات ہے۔

(۴) رات اندھی ہوتی ہے۔

(۵) دن کام کے لئے ہے اور رات آرام کے واسطے۔

سمندر

(۱) سمندر کی زندگی یوں تو یکسر طوفان ہے لیکن دُنیا میں صرف وہی طوفان یادگار رہ جاتا ہے جو ساحل کی پرواہ نہ کرے اور بستی کی بستی کو بہا لیجائے صرف اُسی ابر کے ٹکڑے کا ذکر ہر زبان پر ہوتا ہے جو تالابوں کو لبریز ندیوں کو طوفان خیز، مکانوں کو مسمار اور راستوں کو دشوار گزار بنا دے۔

آغاز و انجام

(۱) آغاز و انجام آپس میں مصافحہ کرتے ہیں۔

(۲) کبھی بُرا آغاز بھی نیک انجام ہوتا ہے۔

(۳) ہنسی کا انجام رنجیدگی کا آغاز ہے۔

(۴) غصہ کا انجام ندامت کا آغاز ہے۔

(۵) سب چیزوں کا انجام فنا ہے۔

قدر و منزلت

(۱) اچھی چیز کی اُس وقت قدر ہوتی ہے جب وہ جاتی رہے۔

(۲) گھر کی مُرغی دال برابر، اور دال مُرغی برابر۔

(۳) گھر کے پیروں کو تیل کا ملیدہ (۴) تعریف سے قدر ذاتی افضل ہے

عورت

(۱) حُسنِ جسمانی اور تناسبِ اعضا کا نام عورت نہیں ہے بلکہ اُس کے حُسنِ صفات کا ہے جس سے بہتر درسِ اخلاق دینے والی چیز دُنیا میں اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

(۲) عورت ایک لذّت ہے مجسّم ایک تسکین ہے مُتشکل، ایک سحر ہے مرئی ایک نور ہے مادّی۔

(۳) عورت ایک رُوحانیت ہے قابلِ لمس، نورانیت ہے صاحبِ نطق، ایک روشنی ہے جسے ہم چھُو سکتے ہیں۔ ایک نکہت ہے جس سے ہم گفتگو کر سکتے ہیں ایک حلاوت ہے جو آنکھوں سے چکھی جا سکتی ہے۔ ایک موسیقی ہے جو آنکھوں سے سُنی جا سکتی ہے۔

(۴) عورت حُسن ہے اور حُسن عورت ہے۔

(۵) عورت محبت ہے اور محبت عورت ہے۔

(۶) عورت نصف خواب ہے اور نصف عورت۔

(۷) عورت نہ صرف خدا کی صنعت ہے بلکہ انسان کی بھی۔

(۸) عورت ہاتھ ہلاتی ہے تو ہوا میں ایک نقشِ ترنم بنا دیتی ہے جب چلتی ہے تو اپنے پیروں سے نشانِ موسیقی چھوڑ جاتی ہے۔

(۹) عورت ہونا اور ذرا حسین ہونا ایک ایسا قہر ہے جس کا علاج اس دنیا میں ناممکن ہے۔

(۱۰) عالم خیال عورت کی ایک وسیع دنیا ہے۔ جہاں وہ اپنے جذبات کو فضائے بسیط میں چھوڑ دیتی ہے۔

(۱۱) عورت کا شباب ایک سربند مینا ہے کہ اگر اُسے کسی نے نہ کھولا تو بھی اُسکا شیشہ توڑ کر باہر نکل پڑنا کچھ دُور نہیں۔

(۱۲) عورت ہمارے تمام نصاب عصبی پر حکمران ہے اور اس کو حکمران ہونا چاہیے۔

(۱۳) عورت کی زندگی حُسن و عشق کا فسانہ ہے۔

(۱۴) عورت کتنی ہی پاکیزہ وش ہو اس خیال سے خالی نہیں ہوتی کہ کوئی اُس کی کافرادائی کا شیدائی نہو۔

(۱۵) عورت محبت نہیں کرتی اور جب کرتی ہے تو پھر عداوت پسند نہیں کرتی۔

(۱۶) عورت کے حُسن کا جائزہ نظری ایک طرح کی دادِ حُسن ہے جو ہزار پارسائی کے بعد بھی آپ سے لیکر رہیگی۔

(۱۷) عورت شباب کی مے دو آتشہ ہے۔

(۱۸) عورت بحر حسن ہے۔

(۱۹) عورت کا بناؤ سنگار اُس کے دِل کی حالت کا آئینہ ہوتا ہے۔

(۲۰) عورت کنگھی چوٹی کا درد اسوقت مول لیتی ہے جب دل سے دل ملا ہو اور اُسکی مانگ ہو

(۲۱) عورت کیلئے کمسنی لازمی نہیں، چڑھتی دوپہر سے ڈھلتی چھاؤں زیادہ خوشگوار ہوتی ہے

(۲۲) عورت جسقدر سن رسیدہ ہو اُسی قدر دلچسپ ہے شراب جسقدر پرانی ہو مزیدار ہوتی ہے۔

(۲۳) عورت انسانی تخیل کا بہترین مرقع ہے۔

(۲۴) عورت ایک نغمۂ مستانہ ہے جسے مرد ہی خوب سمجھ سکتا ہے۔

(۲۵) عورت مجسم عشق ہے۔

(۲۶) عورت انتہا درجے کی حساس اور نازک مزاج ہوتی ہے۔

(۲۷) عورت شکار کرنے سے پہلے خود شکار ہوتی ہے۔

(۲۸) عورت قابو میں لانے کے بعد ایک سیکنڈ بھی چھوڑنے کی چیز نہیں۔

(۲۹) عورت ایک خوبصورت گلدستہ ہے جسکی ساخت میں نہایت نازک پھول پتیاں صرف ہوئی ہیں۔

(۳۰) عورت دُنیا میں بے فوج سلطنت کر سکتی ہے۔

(۳۱) عورت جھونپڑے کو اپنی صاف شفاف ہستی سے شیش محل بنا سکتی ہے۔

(۳۲) عورت کی ایک آہ جو دل سے نکلی ہو ہزار صوفیانہ ریاض و اعمال پر بھاری ہے جسمیں شائبہ خلوص نہو۔

(۳۳) عورت صحت میں رفیق زندگی، علالت میں خوش سلیقہ دائیہ اور موت کے بعد ہماری خوبصورت سوگوار ہے۔

(۳۴) محبت، دل سوزی، خلوص، ہمدردی عورت کا خاصہ فطری ہے۔

(۳۵) عورت کا سر مرد ہے مگر وہ اپنے مزاج سے اُس پر حکومت کرتی ہے

(۳۶) عورت کی محافظ عصمت ہے۔

(۳۷) عورت کی زبان وہ تلوار ہے جو کبھی زنگ آلودہ نہیں ہوتی۔

(۳۸) عورت آگ ہے اور اُس کو پھونکنے والا شیطان ہے۔

(۳۹) حسین عورت مسکراتی ہے بخیل روتی ہے۔

(۴۰) عورت جب چاہتی ہے رنجیدہ، غمزدہ اور بیمار ہو جاتی ہے

(۴۱) جس گھر میں عورت حاکم ہو شیطان اُس گھر کا ملازم ہوتا ہے۔

(۴۲) خاموشی اور حیا عورت کے خاص مصاحب ہیں

(۴۳) عورت کے آنسو اکثر مصنوعی ہوتے ہیں۔

(۴۴) عورت اور شراب سب کو احمق بنا لیتے ہیں۔

(۴۵) عورت کا انتقام نہایت خاموش اور بے پناہ ہوتا ہے۔

(۴۶) خدا نے عورت کو مرد کی پیشانی سے نہیں بنایا کہ وہ مرد پر حکومت کرے نہ اُس کے پاؤں سے پیدا کیا کہ وہ اُس کی غلامی کرے بلکہ اُس کی پسلیوں سے پیدا کیا کہ وہ اُس کے دل کے قریب ہو۔

(۴۷) وہ عورتیں جنکو اپنے لئے کوئی خوف نہیں ہوتا وہ اوروں کی دل ربائیوں کی زیادہ نگرانی کرتی ہیں۔

(۴۸) یہ عورت کی فطرت ہے کہ وہ اپنے حسن و شباب کے متعلق جسقدر دوسروں کی رائے زنی سے خوش ہوتی ہے اتنی وہ خود آئینہ دیکھکر مسرور نہیں ہوتی۔

(۴۹) عورت کا مرد کے غیر معترفانہ طریقۂ عمل سے متاثر ہو کر دامن پر خاموش آنسو ٹپکانا اُس کے کمال محبت کا ایک غیر متزلزل ثبوت ہے۔

(۵۰) عورت ایک بیل ہے جو خشک درخت کے گرد لپٹ کر اُسے تازگی بخشتی ہے

(۵۱) عورت ایک دھونی ہے جو محبت کی لپٹ سے مرد کو گھیر لیتی ہے

(۵۲) زندگی میں سے موسیقی اور شعر، پھول اور روشنی، پھر ان سب کا مجموعہ اِن سب کا ماحصل "عورت" کو نکال ڈالو، پھر دیکھیں کیونکر دنیا میں زندہ رہنے کی قوت اپنے میں پاتے ہو۔

(۵۳) عورت اُس سراب کی مانند ہے کہ ڈھونڈو مگر نہیں ملتا، دکھائی دیتا ہے معلوم ہوتا ہے مگر ہاتھ میں نہیں آتا۔

(۵۴) عورت ایک رنگ ہے کہ اُسے دیکھتے ہو تو تمہیں مست مدہوش کرتا ہے مگر یہ رنگ اسلئے بنا ہے کہ صرف دور سے دیکھا جائے اِسے نہ چھونا کیونکہ چھوتے ہی اڑ جائے گا۔

(۵۵) عورتیں پھولوں کی مانند ہیں جنکی دور ہی سے سیر کرنی چاہئے۔

(۵۶) عورت ایک روشنی ہے نظر فریب و دل باز، ایک خندۂ ضیا ہے اُسکی طرف ہاتھ بڑھاؤ گے تو روشنی غائب ہو جائیگی اور خندۂ ضیا کے بدلے تاریکی رہ جائیگی۔

(۵۷) عورت سے توقع ہوتی ہے قصیدہ کی ملتا ہے مرثیہ، امید ہوتی ہے اِن ہاتھوں سے تھپک کی دیتے ہیں زخم۔

(۵۸) عورت بلا ہے اور بلا عورت ہے۔

(۵۹) عورت سرمستیٔ عشق کے عالم میں ایک پُربہار مرغزار ہے۔

(۶۰) فاحشہ ایک بازاری شراب ہے جو صرف مدہوش کر سکتی ہے اُس سے

کیفِ اعلیٰ کی توقع فضول ہے۔۔۔۔ قاضی عبدالغفار

(۶۱) فاحشہ کی دوکانِ حسن پر عشق کا کھوٹا سکہ نہیں چلتا البتہ سونا چاندی سے کام چلتا ہے۔

(۶۲) فاحشہ توہینِ عورت ہے۔

(۶۳) اگر عورت نہ ہوتی تو آرٹ بے رنگ، شاعری بے کیف اور ادب پھیکا ہوتا

(۶۴) اگر کسی قوم کی تہذیب کا اندازہ لگانا منظور ہو تو اُس کے ادب، فلسفہ اور سیاسات میں دیکھو کہ عورت کی کیا حیثیت ہے۔

(۶۵) عورت کمزور طبع ہوتی ہے اس لئے آزادانہ زندگی بسر نہیں کر سکتی اِس کی بہتری اسی میں ہے کہ گھر میں مرد کی مطیع رہے۔

(۶۶) اگر عورت کا شوہر جنگ پر جاتا ہے تو قلعہ کا انتظام عورت کے سپرد ہوتا ہے۔ وہی محصورین کی سپہ سالار ہوتی ہے۔

(۶۷) عورت گناہ کی پرستار نہیں اُس کا جوہر مرد جیسا پاکیزہ بلکہ اُس سے افضل ہے

(۶۸) حضرت آدمؑ مٹی سے بنے تھے اور حضرت حواؑ گوشت سے، حضرت آدمؑ فضا میں پیدا ہوئے تھے اور حضرۃ حوا جنت میں۔

(۶۹) حسن پاکیزگی کا مظہر ہے، خواہ ایک حسین عورت کا دل گناہ سے سیاہ ہو لیکن اُس کی پاکیزگی میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔ کیونکہ اُس کی رُوح جو ابدی ہے، گناہ سے آلودہ نہیں ہوسکتی۔ گناہ کا اثر صرف جسم تک محدود رہیگا۔

(۷۰) تمام عورتیں فطرتاً عشوہ فروش ہوتی ہیں۔ لیکن بعض بزدل ہوتی ہیں اور

بعض زمانہ ساز۔

(۱) پہلے معاشقہ میں عورتیں صرف اپنے عاشق سے محبت کرتی ہیں اُس کے بعد وہ صرف عشق بازی کے شوق سے اور دل لگی کیلئے مردوں کے پیچھے پڑتی ہیں

(۲) عورت دُنیا کی بہترین شخصیت ہے مگر افسوس ہے کہ وہ عورت ہے۔

(۳) عورتوں کی جہالت کا اصلی سبب اُنکی جسمانی اور دماغی کمزوری ہے قدرت نے اُنہیں صرف سینے پرونے اور خانہ داری کے لئے پیدا کیا ہے، اُنہیں فالتو عقل نہیں دی کہ پڑھ لکھ سکیں اور پڑھیں بھی کیا، اُنہیں بناؤ سنگار سے ہی کب فرصت ملتی ہے۔

(۴) عورت کیا ہے؟ کیچڑ، عقل کی اندھی، ناسمجھ، دین و دُنیا سے بے خبر۔

(۵) عورت خدا کی بیوقوف ترین مخلوق ہے۔

(۶) انسان کے اِرادوں کے لئے اِبقائے نسل ایک سنگِ راہ ہے اور عورت انسان کا پانسہ پلٹنے میں قدرت کا ساتھ دیتی ہے اِس سازش میں حصہ لینے کے لئے قدرت عورت کو حُسن بخشتی ہے تاکہ مرد کو زوجیت کے جال میں پھنسالے۔

(۷) اگر عورتیں مردوں کی برابری کرنا چاہتی ہیں تو اُنکے سے جوہر بھی پیدا کریں۔

(۸) اگر عورتوں کو صنفِ کثیف کہا جائے تو بہتر ہے کیونکہ موسیقی، شعر اور مصوری کی حس عورتوں میں مفقود ہوتی ہے۔ فنونِ لطیفہ میں عورتوں نے کوئی کارنامہ نہیں چھوڑا۔

(۷۹) عورتیں فضول خرچ ہوتی ہیں۔

(۸۰) عورت ایک معمہ ہے اور اس کا حل ہے بچے جننا۔

(۸۱) عورت ایک کھلونا ہے، ایک چمکیلا موتی ہے جس سے آنے والا دور روشن ہوگا۔

(۸۲) اے عورت! سعید ستارے تیری محبت پر مسکراتے ہیں کیونکہ تجھے انسان اعلیٰ کی ماں بننا ہے۔

(۸۳) عورت مرد سے کیوں نفرت کرتی ہے، لوہے نے مقناطیس سے کہا "مجھے تجھ سے نفرت ہے کیونکہ تجھ میں کشش ہے مگر اتنی طاقت نہیں کہ مجھے اپنے پاس کھینچ لے۔"

(۸۴) عورت انسان ناقص نہیں، وہ صرف مرد سے مختلف ہے اگر وہ مرد جیسی ہوتی تو محبت کا لطف کرکرا ہو جاتا۔ بہترین رشتہ مشابہ چیزوں میں نہیں بلکہ مختلف چیزوں کا اتحاد ہے۔

(۸۵) انتخاب شوہر کی حس عورت کی جوانی کی تنہا حس ہے۔

(۸۶) عورت اور گلاب ایک ہی چیز کے دو مختلف نام ہیں۔ دونوں خوبصورت اور نرم ہیں دونوں کے گرد کانٹے ہیں ہر دو کو حاصل کرنے کے لئے تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اور بسا اوقات خون۔

(۸۷) بلند خیال عورت مرد کی زندگی کا پروردگار ہوتی ہے۔

(۸۸) تمام عظیم الشان اور مقتدر کارناموں کا خالق صرف عورت ہے۔

(۸۹) عورت کا حُسن نہیں بلکہ ترحم کی ایک نظر دل کے جذبات میں تلاطم پیدا کر دیتی ہے۔

(۹۰) عورت کی ایک اچٹتی ہوئی نظر ہمارے مستعار اور مستبد قوانین سے زیادہ طاقتور اور اُس کا ایک قطرۂ اشک ہمارے مبسط مباحثہ سے قوی تر ہے۔

(۹۱) عورت ایک بدی ہے مگر لابدی۔

(۹۲) ریاکاری اور زمانہ سازی عورت کے نسوانی ہتھیار ہیں جو اُس کے لئے مذہب سے زیادہ ضروری ہیں۔

(۹۳) عورت کے دل میں وہ سب کچھ ہے جو بیان سے باہر ہے۔

(۹۴) جس روز قیامت ہو سمجھ لیجئے کہ یا تو دُنیا کے کسی حصہ میں کوئی عورت محبت نہیں کر رہی ہے یا کسی شاعر نے شعر نہیں کہا۔

(۹۵) عورت مرد کا نصف ایمان ہے۔

(۹۶) عورت ایک سراپا چمن، نکہت آباد اور گلزار بہار! پھر گلزار خوش بھی ایسا جو دوسروں کے اضمحلال کو مُبدل بہ مُسرت کرنیکی فکر میں ہر وقت ساعی رہے۔

(۹۷) عورت، ہستی خاموش کا ایک مترنم ساز ہے اور اُس کے تار ہائے محبت ہمہ وقت تشنۂ مضراب!

(۹۸) عورت ایک داستانِ اشتیاق ہے اور ایک تمنائے رنگین! مگر وہ اِس وقت بالکل بے مزہ اور پھیکی پڑ جاتی ہے جب وہ یہ دیکھ یا سمجھ لے کہ ہمکو

کوئی پڑھنے والا یا سننے والا نہیں ہے۔

(۹۹) عورت صہبائے محبت و عشرت کا ایک مذہب و مطلا ساغر ہے اور بھری ہوئی گلابیوں کا نمائندہ شباب و عروج وہ ہے جبکہ دستِ طلب اُس کی جانب بڑھیں اور دیدہ ہائے ذوق کی منت زائیاں سربسجود ہوں ـــــ اگر یہ میسر نہیں تو پھر وہ اپنے ہی جگر کا ایک تخالہ ہے اور ایسا تخالہ ہے۔ جسمیں سیاہ خون اور زرد راد کے سوا کچھ بھی نہ ہو۔

(۱۰۰) عورت ایک تصویرِ نشاط ہے مگر اُس کا حُسن رقم نمایاں اُسی وقت ہوتا ہے جبکہ وہ آئینہ سے ہم آغوش ہو اور اگر یہ آغوشِ منت اُسے نصیب نہ ہو تو پھر وہ ایک ایسا نقشِ بیکسی اور نشانِ مجبوری ہے۔ جو صرف فریاد و زاری کے لئے قرطاس سادہ و بے رنگ پر ثبت کر دیا گیا ہے، یا پھر ایسی اک صنعت گریاں ہے جو تصنع و مبالغہ سے معمور اور صداقت و حقیقت سے معرّا ہے

(۱۰۱) عورت ایک شمع دل افروز ہے جس سے شباب کی تاریکیاں منور ہو جاتی ہیں اور محبت کے اندھیرے کافور! لیکن اگر قربِ فانوس میسر نہ آئے تو پھر وہ ایک ایسا خوفناک شعلہ ہے جو اپنا نقش، پرواز خاکستر کے سوا نہیں چھوڑتا۔

(۱۰۲) عورت بادۂ ہفتاد سالہ کا سرور ہے مگر جب ہی کہ اُسے سرمستِ ازل پئیں ورنہ پھر وہ ـــــ سرکۂ تلخ ہے ـــــ! آبِ شور ہے! ـــــ اور فالودۂ منجمد!!

(۱۰۳) عورت شمع ہے لیکن شمعدان کے ساتھ زینت آرائے بزم! ورنہ خالی شمع، دودِ فغاں ہے! آہ بیکس ہے اور سوزِ مجبور!!

(۱۰۴) عورت ایک نَے ہے موسیقی زا! لیکن فہم نغمہ نواز کی متلاشی۔ ورنہ ایک چوب خشک ہی! ایک قاشِ سنگ ہے! نشانِ ظلمت ہی اور آثارِ فلکزات!

(۱۰۵) عورت ایک دیباچہ ہے عشق کا اور پھر اخلاق محبت کا متن! جسکی شرح مشکل ہے یا وہ شرح ہے جو متن کی جویا اور معنی کی سعی۔

(۱۰۶) عورت ایک طلسم جمیل ہے، ایک ایسا عقدۂ حسین ہے جو اپنی پیچیدگیوں میں خود گم ہے مگر پھر اپنے گم کردہ حواسوں کو ڈھونڈنے والا۔

(۱۰۷) عورت کا شغل حیات اور اہتمام کارگھر کی چار دیواری میں گل و بوٹے بنانا ہے اور اُس کا احاطۂ عمل سنگ و خشت اٹھانا اور جوئے خون بہانا ہی اور یہی ہے وہ حصول جو انسانیت کی تہذیب اور مدنیت کی تکمیل کے لئے ضروری ہے

(۱۰۸) عورت کا تلون دنیا کا ایک مشہور راز ہے

(۱۰۹) ایک مہذب و تعلیم یافتہ عورت ایک پیچیدہ معمّہ ہے علی الخصوص اُس وقت جب دل کا معاملہ اُس کے سپرد کیا جائے کیونکہ اس صورت میں اُس کی نگہداشت ایک ناگن سے زیادہ کرنی پڑتی ہے۔

(۱۱۰) ایک عورت ہر وقت عورت ہی نہیں رہتی بلکہ وہ کبھی انسان بھی ہو جاتی ہے اور انسان بھی وہ صرف جذبات کے لئے جذبات ہی کے ذریعہ سے

زندہ رہنا چاہتا ہے۔

(۱۱۱) ایک عورت کے لئے اس سے زیادہ جاذبیت کسی امر میں نہیں کہ وہ کسی نوجوان کے اندر احساس عشق کی شدت کو محسوس کرے۔

(۱۱۲) عورت اپنے دماغی نشو ونما کے لحاظ سے خواہ کتنی ہی بلند کیوں نہو لیکن جسوقت اُس کے پندار کو شکست ہونے لگتی ہے تو وہ اُس سطح پر آنے کیلئے مجبور ہوجاتی ہے۔ جہاں وہ اکثر ناکام ثابت ہوتی ہے اور اُس کی ناکامی مرد کی کامیابی ہوا کرتی ہو لیکن اگر وہ اِس طرح کامیاب ہوجائے تو اِس کے بعد اُس کی پرواز کی بلندی کی کوئی حد نہیں رہتی اور پھر مرد کے لئے کوئی چارۂ کارسوائے اِس کے نہیں ہوتا کہ وہ یا تو فرشتہ ہو کر رہ جائے یا شیطان بنکر دُنیا میں آفت برپا کردے۔

(۱۱۳) عورت سے بے نیاز ہو کر زندگی بسر کرنیکا عزم ایک شدید ترین جرم ہے اور فطرت کبھی نہ کبھی اِسکا انتقام لے ہی لیتی ہے۔

(۱۱۴) عورت کی تنہائی بھی ایک راز ہے جسکو مرد نے ہمیشہ سمجھنا چاہا اور ہمیشہ غلطی کی۔

(۱۱۵) کیا ہنس ہنس کر ذبح کرنیسے زیادہ پُر لطف صورت جور وستم کی کوئی اور ہوسکتی ہے یہ مجبوری تو صرف مرد ہی کو ہے کہ جب وہ کسی کو قتل کریگا تو اُسکی آنکھوں سے خون بھی ضرور ٹپکے گا لیکن عورت تو اتنی بے بس نہیں کہ وہ کیسکو ذبح کرے اور مسکرائے ہی نہیں۔

(۱۱۶) عورت نام ہے صرف "لغزش" کا جو تخت شاہی پر نہیں بلکہ خلوت ہی میں کچھ اچھی معلوم ہوتی ہے۔

(۱۱۷) عورت عالمِ انسانیت کا ایک پُر مسرت فسانہ ہے جو دن کو دیکھا اور راتوں کو پڑھا جاتا ہے! جیسں اولادِ آدم کی مسرتوں اور خوشیوں کی طویل تاریخ مرقوم ہے۔

حُسن و جمال

(۱) اگر گوشِ ہوش سے سنو تو حُسن کی آواز ہر ذرے میں منقوش ہے۔

(۲) حُسن کی اگر کوئی زبان ہے تو صرف موسیقی ہے اور ایک حسین عورت کی جو حرکت ہے وہ نطقِ موسیقی ہے جس کا ساز نہایت ہے۔

(۳) اگر سو لٹھنے کے بعد انگڑائی کی مستی اور نگاہوں کی مخموریت چھین لیجائے تو میں حُسن کے نام سے کانپنا ترک کردوں۔

(۴) حُسن کی عدم التفاتی عین الطاف، تغافل ایک دُنیائے توجہ، فراموش کاری ایک حیات بخش پیاں۔

(۵) جس طرح نزاکت کا بار اٹھانے کے لئے نزاکت ہی زیادہ موزوں ہے بالکل اِسی طرح حُسن کی معیت کے لئے حُسن ہی پسندیدہ ہے۔

(۶) حُسن یوں تو ویسے ہی دلاویز ہوتا ہے۔ لیکن جب سو جاتا ہے۔ تو نہ معلوم کیا ہو جاتا ہے؟

(۷) جس طرح سرو کو چھانٹنا سرو کو آراستہ کرنا ہے اسی طرح عاشق کے ہاتھوں حُسن کی بربادی اُس کی زندگی ہے۔

(۸) حُسن کا کسی پر مہربان ہونا اُس کو برباد کرنا ہے

(۹) حسن میں کشش ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ ہر کھنچ جانیوالی چیز مقبول ہو

(۱۰) نزاکت کے لئے مس جراحت ہے۔

(۱۱) خوشبو تنفس کے تنوع سے خراب ہو جاتی ہے۔

(۱۲) لہروں کے لئے ساحل کا وجود قطع روانی ہے۔

(۱۳) کوئی آئینہ ایسا نہیں جس نے عورت سے یہ کہا ہو کہ تو بدصورت ہے۔

(۱۴) روشنی بجھا دو سب عورتیں یکساں ہو جائیں گی۔

(۱۵) حسن سفارش کا خط ہوتا ہے۔

(۱۶) کوئل کا حسن صرف اس کی آواز میں مضمر ہے۔

(۱۷) صرف اندھے یہ پوچھتے ہیں کہ حسینوں کو لوگ کیوں پیار کرتے ہیں۔

(۱۸) ایک حسین شے کبھی نہ ختم ہونے والی خوشی ہے۔

(۱۹) اکثر حسن و حماقت ساتھ ہوتے ہیں۔

(۲۰) حسن پر اعتماد کرنا جزیرۂ رواں پر لنگر ڈالنا ہے۔

(۲۱) حسین آدمی کبھی محتاج نہیں ہوتا۔

(۲۲) خوبصورت دلہن کو جہیز کی ضرورت نہیں۔

(۲۳) بدنما چہرہ رزق کو کم کرتا ہے۔

(۲۴) حسن و جمال دھوکا ہے۔

(۲۵) حسینوں کی سادگی اور بھولے پن کا مقابلہ کرنا بڑی ہمت کا کام ہے

(۲۶) محض حسن و جمال محبت کا باعث نہیں ہے وہ صرف ظاہری آنکھ کا احترام

اور عبودیت حاصل کرتا ہے۔

(۲۷) جس تبسم میں نسائیت ہو اُس تبسم سے کائنات میں کسی کو پناہ نہیں مل سکتی

(۲۸) حُسن، شعر، موسیقی، پھول، شباب، اور عورت ایک ہی چیز کے کئی نام ہیں۔

(۲۹) حُسن اگر حُسن ہے تو عصمت و پاکیزگی اور گریز و استغنا کے ہزار پردوں میں بھی دل کو مسحور اور مجروح کر سکتا ہے۔

(۳۰) حُسن کبھی محبت پر نوازش نہیں کرتا گو وہ اُس کی نوازش کیلئے ہی بنایا گیا ہے

(۳۱) جہاں حُسن فروخت ہوتا ہے وہاں ہوس کامیاب ہوتی ہے۔

(۳۲) حُسن ایک نغمۂ دلگیر ہے اور نغمۂ روح افزا حُسن۔

(۳۳) دُنیا جسکو حُسن سمجھتی ہے وہ اکثر و بیشتر ملمع ہے اور محبت ریاکاری، ہم میں سے کم ایسے ہیں جو حُسن کو جسارت و فریب سے جدا کر سکیں اور محبت کو نمود و تصنع سے

(۳۴) تم ایک حسین صورت کیلئے کبھی تباہ و برباد نہیں ہوتے بلکہ خواہشِ نفس کی رعایت تمہیں بیکار کر دیتی ہے۔

(۳۵) حُسن، جس کو اپنی شراب رسا ہونیکا علم اُسوقت ہوتا ہے جب اُس میں یہ خواہش پیدا ہو کہ وہ راتوں کو سونے نہ دیا جائے۔ گذرنے والی رات اُسکی مست بیداریوں کے افسانوں کی دولت لئے ہوئے رخصت ہو چکی ہے اور حُسن جو ابھی ابھی سویا ہے سو رہا ہے۔

(۳۶) حُسن فطرۃً اس امر کا مقتضی ہے کہ حُسن ہی اُسکا متجسس ہو، جمال ہی اُسکی جستجو میں سرگرداں ہو، نازک بیلوں پر ایک تیتری ہی بیٹھی ہوئی بھلی معلوم ہوتی ہے اور

ایک حسین و صبیح پیشانی پر صندل ہی کا قشقہ کچھ لطف دیتا ہے۔

(۳۷) حُسن و عِشق نام ہے صرف شباب سے فائدہ اٹھانے کا۔

(۳۸) اِنسان نہ حُسن و جمال کے لئے بیتاب ہوتا ہے نہ آرائش و ملبوس و زیبائش گیسو پر مٹتا ہے بلکہ وہ تڑپتا ہے صرف اِس لئے کہ فلاں چیز اُس کی نہیں

(۳۹) اگر عورت کے خدوخال میں نمایاں نقص ہو تو سانولا رنگ اور کتابی چہرہ یہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ شباب کے ساتھ مل کر کافی قیامت ہو جاتی ہیں۔

(۴۰) شباب بجائے خود ایک ایسا زبردست طوفان ہے کہ اُس کو روکنے کی کوشش کرنا گویا فطرت کے قانون کو بدل دینا ہے چہ جائیکہ اُس کی اعانت کے لئے حسن و شراب بھی موجود ہو کہ یہیں آکر صحیح معنی میں انسان کی مجبوری ثابت ہوتی ہے۔

مرد

(۱) وہ مرد جو ہر لحاظ سے کامل ہو ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے وہ بنک کے نوٹوں سے زیادہ قیمتی ہے، کیونکہ وہ اُن سے زیادہ سودمند ہوتا ہے۔

(۲) مرد اپنے ہاتھ سے روٹی کماتا ہے اور تمام تنخواہ گھر لاتا ہے۔

(۳) مرد اپنی بیوی کی پوشاک کو مناسب جگہ لٹکاتا ہے اور بڑبڑاتا نہیں۔

(۴) رات کو جب کوئی بلی مکان میں گھس آتی ہے تو وہ خود بستر سے نکل کر اُسے گھر سے باہر نکالتا ہے۔

(۵) مرد دُوسری عورتوں کے وجود سے لاعلمی ظاہر کرتا ہے۔

(۶) مرد اپنی بیوی کے خطوط احتیاط سے ڈاک میں ڈالتا ہے۔ اور اِن کے مضامین میں ردّ و بدل کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔

(۷) مگر مرد کی سادگی دیکھو، اگر کسی عورت نے عطر لگایا ہو تو وہ سمجھتا ہے کہ اُس سے وفا کی بُو آتی ہے اگر وہ کسی عورت کے ہاتھ میں ریشمی رومال دیکھتا ہے تو دل میں کہتا ہے، اُس کا دل اس رومال کی طرح نرم ہے اور وہ مجھے دعوت دے رہی ہے اِسی لئے وہ چاہے کسی عورت سے شادی کرے وہ ضرور عمر بھر پچھتاتا ہے۔

(۸) عورت اگر ایک مرد کی خصلت سے واقف ہو جائے تو اُسے تمام مردوں کی چالوں کا علم ہو جاتا ہے لیکن اگر کوئی مرد فرداً فرداً تمام عورتوں سے بھی دوچار ہو جب بھی یہ ممکن ہے کہ وہ ایک عورت کی فطرت سے بھی آگاہ نہ ہو۔

(۹) مرد صرف حُسن کے خریدار ہوتے ہیں۔

(۱۰) مرد ہر دفعہ عورت سے ایک نئی ادا مانگتا ہے اور اپنے لئے صرف ایک ہی انداز حیوانیت کافی سمجھتا ہے۔ ...

(۱۱) مرد کا شباب مجموعہ ہے ہوس کاری کی نمائش کا جس میں موسیقی اور عورت کا حصہ غالب رہتا ہے۔

(۱۲) مرد عورت کی خاطر موسیقی کا ذوق ظاہر کرتا ہے اور موسیقی کے ذریعہ

عورت سے عشق پیدا کرتا ہے۔

(۱۳) موسیقی دیوتاؤں کا فن ہے۔ لیکن ہوس پرست مرد نے اسکو بھی اپنے نفس کی جائداد بنا لیا ہے۔ ...

(۱۴) فاجر کے عیش کا دارومدار اُس کی جیب پر ہے اور فاجرہ کی آسائش کا انحصار اُس کے جسم کی خوبصورتی پر۔

(۱۵) مردوں کی حیوانیت نے عورت کی نسوانیت پر حملے کئے تو اِن چڑیوں نے بھی گھنی جھاڑیوں میں چھپکر عقاب کو دھوکا دینا سیکھا۔ ...

(۱۶) نکاح عورت کی آخری شکست اور مرد کی فیصلہ کن فتح ہے۔ ...

(۱۷) نکاح کے بعد مرد کو عورت سے جو محبت ہوتی ہے وہ ایسی ہوتی ہے جیسے مالک کی محبت پنجرے میں طوطے اور مینا کے ساتھ۔

(۱۸) دُنیا میں عورت محبت کرتی ہے صرف اسلئے کہ وہ محبت پر مجبور ہے اور مرد محبت کرتا ہے۔ صرف اس لئے کہ وہ اُس پر مسرور ہے کبھی یہ نہیں ہوتا کہ وہ مجبوری جاتی رہے البتہ مسرت ہمیشہ ناپائدار ثابت ہوتی ہے۔

(۱۹) عورت اِس لئے پیدا ہوئی ہے کہ وہ مرد کی خدمت کرے اور مرد کی تخلیق کا یہ منشا ہے کہ وہ عورت سے کام لے اور منت پذیری کے جذبات اُس میں نہ پیدا ہوں۔

(۲۰) عورت میں حسن نہ ہوتا تو مرد میں جرأت اور عالی حوصلگی نہوتی، مرد میں عالی حوصلگی نہوتی تو عورت کی خوبصورتی اور دلبری رائگاں جاتی۔

(۲۱) عورت کو پہلا خاوند رُلاتا ہے، دوسرا پریشان کرتا ہے اور تیسرا اُکتا دیتا ہے۔

(۲۲) مرد کا دِل بہت سخت ہوتا ہے اسکو توڑنا سعی لاحاصل ہے۔ یہ ربڑ کی گیند کی طرح ہے جتنا دبانا چاہو اتنا زیادہ اُچھلتا ہے۔

(۲۳) عورت کے دل میں نرم گوشے ہوتے ہیں جہاں اُس کے عزیزوں کی یاد رہتی ہے جب اُسکا کوئی چاہنے والا مرتا ہے تو وہ برسوں سوگوار رہتی ہے لیکن مرد اپنی پہلی محبوبہ کی قبر پر مُٹھی بھر مٹی پھینکتا ہے اور ایک نئی قبر کھودنے لگتا ہے۔ اُس کا دل ایک قبرستان ہے جس پر جا بجا عشق سِسکتا ہے۔ دَم توڑتا، نیم دفن یا مدفون نظر آتا ہے۔

(۲۴) عورت اپنے چاہنے والوں کے خطوط ریشمی فیتے میں باندھ کر محفوظ رکھتی ہے۔ لیکن مرد بے پروائی سے اپنے پائپ کو اُس پھول سے صاف کرتا ہے جو اُس کی پہلی معشوقہ نے اپنے بالوں میں گوندھا تھا۔

(۲۵) جب چھ مہینے کے بعد ایک پُرانا دستانہ یا زلف اُسے ٹرنک میں دکھائی دیتی ہے تو وہ اُسے آگ میں پھینک دیتا ہے اور غصے میں کہتا ہے کس شیطان نے اِن چیزوں کو یہاں رکھا تھا۔

(۲۶) مرد کو ہمیشہ ایک ہی عورت سے خانہ داری کی معاشیات پر بحث کرنی پڑتی ہے اُسکی زندگی ایک میز کی طرح ہے جس پر ہمیشہ ایک ہی کھانا رکھا جاتا ہو۔

(۲۷) مرد کیلئے صرف ایک پائپ یا عورت پر قناعت کرنا ایک اُکتا دینے والا شغل ہے اور اِن کے بغیر جینے کا کوئی لطف ہی نہیں۔

(۲۸) جب ایک عورت کسی مرد سے شادی کرتی ہے تو اُس کا مقصد اُسکا حصول ہوتا ہے
لیکن مرد اِس لئے شادی کرتا ہے کہ اُس عورت سے کوئی دوسرا شادی نہ کرلے۔

(۲۹) مرد تنہائی سے بچنے کیلئے عورت سے شادی کرتاہے اور شادی کے بعد اپنی
بیوی سے بچنے کے لئے کسی کلب کا رکن بن جاتا ہے۔

(۳۰) مرد عورت سے اس لئے شادی کرتا ہے کہ اس کی "فطرت عالی" کی تسکین ہو
شادی کے بعد وہ اپنی تمام عمر اُن عورتوں کی جستجو میں صرف کر دیتا ہے جن
سے اُس کی پست حِس کو سکون ملے۔

(۳۱) مرد اپنے دل کی کُنجی آج ایک عورت کو دے دیتا ہے لیکن اگلے ہی دن وہ
قفل بدل دیتا ہے۔

(۳۲) صرف ایک مرد کو خوش کرنیکے لئے عورت کو اِن تمام چیزوں کی ضرورت ہے۔

(۱) بجلی کا تبسم	(۵) چمگادڑ کا اندھاپن	(۹) پاانداز کی خاکساری
(۲) فاختہ کی سُریلی آواز	(۶) ایک بُت جیسا جسم	(۱۰) گنبد کی صدا۔
(۳) پتھر کی خاموشی	(۷) سلیمان کی دانائی	(۱۱) کُتّے کی وفاداری
(۴) حُور کی آنکھیں	(۸) کاٹھ کے سپاہی کا تحمّل	(۱۲) ملائی کی مٹھاس

(۱۳) گانے والی لڑکیوں کی ادائیں۔

(۳۳) مرد عورت میں کوئی فطری فرق نہیں۔

(۳۴) عورت کو مرد سے ایسی ہی نسبت ہے جیسی کنیز کو آقا سے یا مزدور کو عالِم
سے یا وحشی کو مہذب آدمی سے۔

(۳۵) مرد طرح طرح کے الزام عورت کے سر تھوپتا ہے، اُس کو شرارت کی جڑ کہتا ہے وَبا کی طرح خطرناک سمجھتا ہے لیکن اِس کے باوجود وہ عورت کو گھر سے نکلنے نہیں دیتا۔ عورت کے بغیر مرد کا جی بھی نہیں بہلتا۔ اگر کوئی "وَبا" کھڑکی سے جھانکتی ہے تو مرد کو اُس وقت تک صبر نہیں آتا جب تک وہ "وَبا" اسکے سینے سے نہ چمٹ جائے۔

(۳۶) صرف وہی لوگ تنگ کندھوں، پست قد اور چھوٹی ٹانگوں والی مخلوق کو صنفِ نازک کے نام سے یاد کرتے ہیں جنکی عقل جوانی کے نشے میں بیکار ہو جاتی ہے۔

(۳۷) مرد عورت کا آلۂ کار ہے اور اُس کا کام افزائشِ نسل ہے لیکن عورت سے مرد کو کیا فائدہ ہے؟

(۳۸) ہر وہ شخص جو مرد کہلانے کا مستحق ہے دو چیزوں کیلئے مضطرب رہتا ہے مُصیبت کے مقابلہ کیلئے اور تفریح کیلئے، اس لئے اُسے عورت کی ضرورت ہے جو بیک وقت مُصیبت بھی ہے اور تفریح کا سامان بھی۔

(۳۹) مرد کا کام جنگ میں حصہ لینا ہے، عورت کا کام جنگجو کا جی بہلانا۔

(۴۰) مرد کی خوشی اسی میں ہے کہ وہ خود حکومت کرنے کے قابل ہے، عورت کی انتہائی مسرت یہ ہے کہ اُس کا خاوند اُس پر حکومت کرنا جانتا ہو، عورت کے پاس جارہے ہو اپنا تازیانہ ضرور ساتھ لے جاؤ۔

(۴۱) مرد شکاری ہے اور عورت شکار، ہم اُنکی خوبصورتی کیلئے اُن کا شکار کرتے ہیں اور وہ ہمیں اس لئے چاہتی ہیں کہ ہم اُنہیں زورِ بازو سے گرفتار کرتے ہیں۔

(۴۲) مرد میدانِ جنگ کیلئے ہے اور عورت باورچی خانہ کیلئے۔

(۴۳) مرد کے ہاتھ میں تلوار اور عورت کے ہاتھ میں سوئی ہونی چاہئے۔

(۴۴) مرد کے پاس دماغ ہے عورت کے پاس دِل۔

(۴۵) مرد کا کام حکومت ہے عورت کا اطاعت۔

(۴۶) زِنا بہت بڑا گناہ ہے مگر صرف عورتوں کیلئے مرد زانی بھی ہو تو معصوم ہے

(۴۷) مرد دولت پیدا کرتے ہیں عورتیں اُس کو امانت رکھتی ہیں۔

(۴۸) عورت سخت سے سخت فریب میں ایک حُسن پیدا کرکے مرد کو مسحور کرلیتی ہے اور مرد، یہ ناعاقبت اندیش مرد فریب کو فریب جان کر بھی اُس کی پذیرائی کر لیتا ہے اور پھر فخر کرتا ہے۔

(۴۹) اگر عورت کو خود مرد سنگدل بنادے تو پھر اُس کی تلافی مرد کے جان دینے سے بھی نہیں ہوسکتی۔

(۵۰) عورت مرد سے جدا ہوکر بالکل اسی طرح آزاد ہوگئی جیسے زمین کا ایک حصہ اُس سے جدا ہوکر اب چاند کہلاتا ہے۔ لیکن چاند تو جدا ہو جانیکے بعد بھی زمین کا طواف کر رہا ہے مگر عورت کی حالت تو اُس سیارہ کی سی ہے جو فضا کی وسعت میں گُم ہو رہا ہے۔ اور نہیں کہا جاسکتا کہ پھر نظر آئیگا یا نہیں۔

(۵۱) مرد کا عورت سے محبت کرنا اپنے نفس سے محبت کرنا ہے اور اُس کا ایثار عورت کے لئے ایک صیاد کا سا دام ہے جس سے وہ شاہین کا شکار کرنا چاہتا ہے۔ پھر جبتک عورت پر اُسکو اقتدار حاصل نہیں وہ ایک غلام سے

زیادہ تابع فرمان نظر آتا ہے لیکن ایک بار اُس پر قابو پانیکے بعد وہ ایک گرسنہ شیر ہے جو کسی طرح اپنے صید زبوں جسم سے اپنے پیوست ہو جانے والے ناخن و چنگال جدا کرنے کے لئے تیار نہیں۔

عشق و محبت

(۱) جو محبت سے واقف نہیں وہ خدا سے ناواقف ہیں کیونکہ خدا محبت ہے۔

(۲) صرف محبت ہی وہ چیز ہے جس سے ابدیت معمور ہو سکتی ہے غیر محدود کو پُر کرنے کے لئے غیر فانی چیز کی ضرورت ہے۔

(۳) محبت ایک جزو ہے روح کا، روح کی طرح محبت بھی ایک شعلۂ الوہیت ہے۔

(۴) محبت ایک ملکوتی تنفس ہے ہوائے فردوس کا۔

(۵) تمام کائنات صرف رُوح کیلئے پیدا کی گئی ہے اور روح صرف محبت کے لئے۔

(۶) محبت کیا ہے؟ ساری کائنات کا سمٹ کر صرف ایک ہستی میں سما جانا، ایک تنہا ہستی کا پھیل کر اہانہ وسعت اختیار کر لینا۔

(۷) محبت ایک کی اذیت دو کی مسرت تین کی جنگ و عداوت ہے۔

(۸) محبت ایک سحر ہے جو دو وجود کو ایک کر دیتا ہے اور اُن کو ایک دوسرے کے ساتھ معیت کو مسرت اور فراق کو اذیت بناتے ہوئے ملا دیتا ہے۔

(۹) جھوٹی محبت اُس دریا کے مانند ہے جو سیر کرتا ہوا تھوڑی دیر کے لئے گلہائے

ساحل سے ذرا مخاطبہ کرے اور اُن کو اشکبار چھوڑ کر چلا جائے۔

(۱۰) کلی کے اگر زبان ہوتی تو وہ کہدیتی کہ مجھے تو صرف ایک بھونرا چاہئے۔

(۱۱) تیر چلانے سے تیر کھانے میں زیادہ مزہ آتا ہے۔

(۱۲) تاثرات کا ضبط چنداں مشکل نہیں لیکن آنسوؤں کا نکل آنا محبت والی آنکھوں کے اختیار سے باہر ہے۔

(۱۳) وہ موسیقی جس سے عورت کی جوانی لذت حاصل کر سکتی ہے صرف نغمۂ عشق ہے۔

(۱۴) وہ خوشبو جو ایک عورت کے شباب کو مسرور کر سکتی ہے صرف نکہتِ محبت ہے۔

(۱۵) وہ افسانہ جو ایک دوشیزہ کے لئے راحتیں مہیا کر سکتا ہے وہ صرف افسانۂ پرستاری ہے۔

(۱۶) کوچۂ عشق میں دو کے سوا کسی دوسرے کا گذر نہیں، دو کے سوا تمام دُنیا حرفِ غلط ہے۔

(۱۷) عشق ایک جوہرِ وجدانی ہے، انسانی اجسام، انسانی حافظے، انسانی خواہشات فنا ہو جائیں گی۔ لیکن یہ جوہرِ غیر فانی ہمیشہ ہمیشہ باقی رہیگا۔

(۱۸) تصوف صرف مذہبِ عشق ہے۔

(۱۹) محبت بہترین عطیۂ فطرت ہے۔

(۲۰) محبت ایک مقناطیسی کشش ہے۔

(۲۱) عاشق کے بغیر عورت کی زندگی ناممکن ہے۔

(۲۲) عورت کے جذباتِ محبت کو اُبھارنا اور اُن کے نشو وارتقا کے سلسلے کو قائم رکھنا عاشق کا اولین فرض ہے۔

(۲۳) محبت کوئی نعم البدل منظور نہیں کر سکتی۔

(۲۴) شوق و اشتیاق جس دل میں تلاطم آفریں ہوتے ہیں اُس میں کم ہمتی اور گمراہی کا گذر نہیں ہوتا۔

(۲۵) محبت ایک امانت ہے جو کسی اور کو نہیں دی جا سکتی۔

(۲۶) محبت ناکامی اور نامرادی کا دوسرا نام ہے۔

(۲۷) دُنیا نے نفسانی خواہشات کا نام عشق رکھا ہے۔

(۲۸) زندگی ایک جامِ بلوریں ہے اور محبت اُس میں بادۂ سرجوش۔

(۲۹) محبت ایک آزار ہے، مستقل رنگین اور دلچسپ۔

(۳۰) محبت کی زبان آنکھیں ہیں۔

(۳۱) محبت آنکھ سے نہیں دل سے دیکھتی ہے اِسی لئے کیوپڈ کی آنکھیں بے بصر ہیں۔

(۳۲) کسی محبوب شے کو یاد رکھنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ اُسکو فراموش کرنے کی کوشش کیجائے۔

(۳۳) عشق کا دیوتا اندھا ہے جسے اپنا نشانہ بناتا ہے اُسے بھی اندھا کر دیتا ہے

(۳۴) ہر خوبصورت شے سے وصالِ پیہم کی تمنا، منتہائے شوق تو ضرور ہے

مگر اتصالِ پیہم تو محض مطلوبہ شے کی افسردگی کا باعث بن جاتا ہے اور یہی افسردگی انحطاطِ جذبات کا پہلا زینہ ہے۔

(۳۵) محبت عقل سے بہتر ہے۔

(۳۶) محبت دولت سے زیادہ قیمتی ہے۔

(۳۷) محبت کی زندگی کے بعد محبت کا دوام یقیناً ایک اِضافہ ہے۔

(۳۸) فِقدان محبت سے مرجانا بھی کیسا مُہیب مرجانا ہے ——— روح کا تعطّلِ مطلق۔

(۳۹) روح کی طرح محبت بھی غیر فانی ہے اور ناقابلِ تجزیّہ۔

(۴۰) تم اگر پتھر ہو تو سنگِ مقناطیس بننے کی کوشش کرو تم اگر درخت ہو تو لچالو بنو، تم اگر انسان ہو تو محبت کرنا سیکھو۔

(۴۱) تم اگر اذیت میں ہو اس لئے کہ تم محبت کرتے ہو تو اور زیادہ محبت کرو کیونکہ محبت میں مرجانا محبت کے ساتھ زندہ رہنا ہے۔

(۴۲) خدا کو موجوداتِ عالم چھپائے ہوئے ہیں۔ یہ موجودات تاریک اور دُھندلے ہیں۔ لیکن کسی سے محبت کر لینا ساری کائنات کو شفاف بنا لینا ہے

(۴۳) وہ چیز جسے محبت شروع کرتی ہے صرف خدا ہی سے انجام تک پہنچائی جاتی ہے۔

(۴۴) اگر دُنیا میں ایک بھی محبت کرنے والا دل باقی نہ رہے تو آفتاب اپنی حرارت کھو بیٹھے۔

(۴۵) اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دو نگاہوں کا اول بار مل جانا ایک مکمل تاریخِ محبت ہوتی ہے۔ لیکن ہم پڑھتے ہیں اُسے تھوڑا تھوڑا کر کے۔

(۴۶) میں نے اُسے دیکھا دل نے کہا "واہ" اُس نے مجھے دیکھا، اندر سے ایک آواز آئی "آہ" وہ تھی ابتدا عشق کی اور یہ اُس کی انتہا۔

(۴۷) کسی کا محبوب ہو جانا گویا خدا ہو جانا ہے!

(۴۸) محبت کا سب سے بڑا معجزہ عشوہ فروشی کی اصلاح ہے۔

(۴۹) محبت کا ذریعہ حصول صرف خدمت ہے۔

(۵۰) محبوب کے حکم میں محب محو ہوتا ہے۔

(۵۱) محبت کا مزہ اُس وقت پوچھئے جب دل زخمی ہو اور علاج ناممکن ہو۔

(۵۲) محبت کے لئے حسین ترین لباس آنسو ہے۔

(۵۳) محبت کی غذا محبت ہی ہے اور یہ طرفین کے نظارے ہی سے حاصل ہوتی ہے

(۵۴) محبت تڑپنے اور تڑپ کر مر جانے کا نام ہے۔

(۵۵) سچی بیخودی کمالِ عشق ہے۔

(۵۶) وصل محبت کی توہین ہے اور ہوس کی معراج۔

(۵۷) محبت کا ماتم اور محبت کی خوشیاں دونوں آنسوؤں ہی سے کیجاتی ہیں لیکن اِن دونوں آنسوؤں میں کتنا فرق ہے ایک زہرِ ہلاہل کا قطرہ ہے اور دوسرا سلسبیل کا۔

(۵۸) محبت کی بارگاہ میں ظلمت و نور، شاہی و گدائی شرافت و رذالت ایک

ہی ہیں۔

(۵۹) اُس وقت جب ایک پیکرِ حسن، مرقع جمال، صنعتِ قدرت تمہارے سامنے سے گزرتی ہوئی تمہارے اوپر روشنی ڈالتی ہے تم کھو جاتے ہو۔ تم محبت کرنے لگتے ہو۔ پھر اُسوقت تمہارے لئے صرف ایک شغل رہ جاتا ہے اسکو سوچنا۔ یہاں تک سوچنا کہ وہ بھی تمکو سوچنے لگے۔

(۶۰) عاشق و معشوق خط و کتابت کے لئے بے شمار مخفی ذرائع رکھتے ہیں۔ وہ حکم دیتے ہیں طیور کو نغموں کو، پھولوں کی نکہت کو، کلیوں کے تبسم کو، چاندنی کی روشنی کو، تاروں کی شعاعوں کو، دریا کی لہروں کو یہ سب کرشماتِ محبت ہیں

(۶۱) تم ستاروں کو دیکھتے ہو اس لئے کہ وہ منور ہیں اور نا قابلِ فہم مگر تمہارے پہلو میں اُن سے زیادہ روشن چیز ہے اور اُن سے زیادہ درخشاں راز موجود ہے۔ وہ جذبۂ محبت ہے۔

(۶۲) محبت کے لئے کوئی چیز کافی نہیں۔ ہمکو مسرت حاصل ہوتی ہے تو ہم فردوس کی خواہش کرتے ہیں ہم کو فردوس حاصل ہوتی ہے تو ہم کونین کی آرزو کرنے لگتے ہیں اگر محبت حاصل ہو جائے تو پھر کوئی ہوس پیدا نہ ہو کیونکہ محبت میں یہ سب کچھ موجود ہے۔

(۶۳) کسی کے سیاہ بالوں کا پیٹھ پر ہوا سے منتشر ہو جانا کافی ہے کہ روح کو ہمیشہ کے لئے سُلادے۔ ممکن ہے کہ زیر نقاب ایک ہلکی سی شعاعِ تبسم روح کو بیداری اور دوام تبدیل کرے لیکن اتنا ہوش کسکو ہوگا۔

(۶۴) محبت انتہائی نازک اور شیشہ کی طرح ٹوٹ کر بکھر جانے والی شے ہے بربط کے تاروں کو تم خواہ کتنی ہی بے احتیاطی سے استعمال کر و درست رہ سکتے ہیں لیکن محبت باہمی سرد مہری و کدورت کے بعد قایم نہیں رہ سکتی۔

(۶۵) پھولوں کے ہار اسلئے گردن میں نہیں ہوتے کہ اُنکی نکہت کو ہوا اڑاتے لئے پھرے نہ اس لئے ہوتے ہیں کہ افسردہ سینے پر پڑے پڑے سوکھ جائیں بلکہ اِس لئے ہوتے ہیں کہ کوئی دوسرا اُن کی نکہت سے بیقرار ہونے والا ہو اور اُن کی جنبش دھڑکتے ہوئے دل کی جانب سے اِس بیقراری کا جواب دے۔

(۶۶) محبت میں جان دیدینے کا وقت تو وہی ہوتا ہے جب محبت کامیاب ہو

(۶۷) آنسو عورت کی دوسری زبان ہی جسمیں صدہا الفاظ کا بوجھ مضمر ہی لیکن جہاں آنسو بھی اثر نہ کرسکیں وہاں کوئی چیز کارگر نہیں ہوتی۔

(۶۸) دل میں ابھی نئی آگ لگی ہے اور اضطراب اسقدر بھی سمجھنے کا موقعہ نہیں دیتا کہ آگ لگانے والے بجھاتے نہیں۔

(۶۹) محبت ایک قسم کی نکہت ہے جو روح کی شگفتگی سے پیدا ہوتی ہے۔

(۷۰) محبت کرنیوالا دل اگر ایک طرف خداسے تاویلات ہے تو دوسری طرف وہ پرستارِ حقائق بھی ہے جب تک خیال کی دُنیا سے اُسے واسطہ ہے وہ ایک بادشاہ ہے لیکن جہاں واقعات و حقیقیات سے دوچار ہوا وہ

سراپا احتیاج وسوال نظر آنے لگتا ہے۔

(۱)، محبت کرکے جان لینا ایک قسم کا زہر ہے جو دیر میں اثر کرتا ہے لیکن اُسکی ہلاکت یقینی اور ناقابلِ علاج ہوتی ہے۔

(۲)، حیاتِ انسانی کا سودا کبھی صرف "نیم نگاہِ محبت" سے ہوجاتا ہے کسی وقت اِسقدر گراں ہوجاتی ہے کہ اُسے کوئی صاحب لعل وگہر ملکہ بھی نہیں خرید سکتی

(۳)، فراق نصیب سہاگن کیلئے چاندنی رات کالی ناگن ہے جو کاٹ کر پلٹ جائے

(۴)، میں نے بُلبُل سے پوچھا کہ فراق کا کیا علاج ہے؟ وہ پھُول کی آغوش سے خاک پر گری، تڑپی اور مرگئی۔

(۵)، جدائی اپنے کروڑوں آنسوؤں سے وہ لعل تیار کرتی ہے جسکا نام دیدۂ دوست ہے

ازدواج

(۱)، بیوی اور شوہر کے درمیان محبت ایک رِشتہ ہے جو دو روحوں کو آپس میں متحد کرتا ہے اور یہی وہ ڈورا ہے جس کے اندر معیشت کے موتی پروئے جاتے ہیں

(۲)، بیوی کی محبت میں بازاری عورت کی محبت کی طرح جفا نہیں ہے بلکہ وہ سراسر وفا ہے، مگر انسان کی فطرت ــــ اگر شیطانی سایہ میں ہو ــــ تو وہ جفا وستم میں ایک لطف وسُرور پاتی ہے یہی سبب ہے کہ شاہدانِ بازاری کے عشقِ باز گھر کی بیوی سے بازاری عورتوں کی محبت کو ترجیح دیا کرتے ہیں۔

(۳)، شادی کی دعوت میں سب سے کم دلہن کھاتی ہے۔

(۴) برات کے دن کوئی عورت دلہن سے زیادہ خوبصورت نہیں ہوتی۔

(۵) جب میں بہو تھی تو ساس اچھی نہ ملی جب ساس ہوئی تو بہو اچھی نہ ملی۔

(۶) بیوی ستار نہیں کہ بجایا اور دیوار پر لٹکا دیا۔

(۷) جسکی دو بیویاں ہوں اُسکو گھر میں آگ جلانیکی ضرورت نہیں۔

(۸) بیوہ عورت اُس کشتی کی مانند ہے جس کا چپّو نہ ہو۔

(۹) خوبصورت لڑکی پیٹ ہی سے منسوبہ ہوکر پیدا ہوتی ہے۔

(۱۰) بیٹے کی شادی جب چاہو کرو بیٹی کی جسوقت کر سکو۔

(۱۱) جو شخص شادی کیواسطے پردیس جاتا ہے وہ فریب دیتا ہے یا فریب میں آتا ہے

(۱۲) بیاہ جہنم بھی ہے بہشت بھی۔

(۱۳) بوڑھے خاوند کو جوان بیوی قبر تک پہچانے میں گھوڑے کی ڈاک ہے۔

(۱۴) جو جہیز کے لالچ سے بیاہ کرتا ہے وہ اپنا وقار کھوتا ہے۔

(۱۵) جس وقت کوئی دوسرا دیکھ یا سُن رہا ہو، اُس وقت بیوی کی نہ خوشامد کرو نہ اُس پر لعنت ملامت۔

(۱۶) بیوی کو منتظم بناؤ خزانچی نہیں۔

(۱۷) رذیل کی جورو سدا طلاق۔

(۱۸) بہو کے لئے ساس شیطان ہوتی ہے۔

(۱۹) تمہاری بیوی خواہ تم سے چھوٹی ہو، تم کوئی کام اُسکی صلاح کے بغیر نہ کرو۔

(۲۰) جو شادی کرتا ہے وہ اچھا کرتا ہے جو نہیں کرتا وہ بہت اچھا کرتا ہے۔

(۲۱) شادی ایک شراب ہے جس کی نوعیت کا حال دوسرے جام پر معلوم ہو سکتا ہے۔

(۲۲) دلہن! تو شادی کے رنگین لباس پر ناز نہ کر، اُس تکلیف پر غور کر جو تجھے آیندہ پیش آنے والی ہے۔

(۲۳) بیوی بھی دُنیا کی اشیائے محسوسہ کی طرح ہے اور اُس سے متعلق ہونے والے فوائد بھی ہمارے حواسِ ظاہری سے وابستہ ہیں۔

آرٹ

(۱) آرٹ تخلیق حُسن ہے اور آرٹسٹ خلّاقِ حُسن۔

(۲) آرٹ سے حظ اندوز ہونا بذاتِ خود آرٹ ہے — تحسین میں تخلیق کا عنصر شامل ہے۔

(۳) آرٹ کا مطالعہ آرٹسٹ کے نقطۂ نظر سے کرنا چاہئے۔

(۴) آرٹ آرٹسٹ کی عملی قوتوں کو سلب کرتا ہے، جب آرٹسٹ فنا ہو جاتا ہے تو آرٹ میں حقیقی زندگی پیدا ہوتی ہے۔

(۵) آرٹسٹ اپنے ذاتی محاسن آرٹ میں مُنتقل کر دیتا ہے۔ چنانچہ آرٹ جس قدر دلچسپ ہوتا ہے آرٹسٹ اُسی قدر غیر دلچسپ۔

(۶) آرٹ مظاہرِ فطرت اور حیاتِ انسانی کی تفسیر ہے تنقید نہیں۔

(۷) فنونِ لطیفہ تعیش و تنزل کی پیداوار ہیں ان کو جزوِ زندگی بنانا ضعف وانحطاط کو دعوت دینا ہے۔

(۸) آرٹ آرٹسٹ کی ملکیت نہیں اربابِ ذوق کا مشترکہ سرمایہ ہے۔

(۹) تخلیق سے ایک قلبی راحت ایک دماغی مسرت حاصل ہوتی ہے، یہی آرٹ کا مقصد ہے۔

(۱۰) آرٹسٹ نقاد کے وضع کئے ہوئے اصولوں کی پابندی پر مجبور نہیں۔

شاعری و موسیقی

(۱) شاعری محبت ہے اور محبت شاعری، جس محبت کا عنصر ناکامی و نامرادی ہے وہ سوز و گداز کی شاعری ہے جو محبت کامرانی اور شادمانی سے متصف ہے وہ عیش و عشرت کی شاعری ہے۔

(۲) ایک محبت کرنیوالا شخص بغیر کسی شعر کہنے کے بھی شاعر ہے مگر کوئی شاعر بغیر محبت کے شاعر نہیں ہو سکتا۔

(۳) شاعر کا گیت اُس کی ہر لمحہ کی موت کا مرثیہ ہے، زندگی ہو یا موت شاعر ہر ایک میں اپنی شخصیت کو کسی خاص ساعت کی کشمکش میں دیکھتا اور بیان کرتا ہے۔

(۴) شاعر کا گیت ایک جسم ہے، اور جسم فانی ہے، گیت کا اثر جو گیت کا لافانی حصہ ہے وہ اُس کے ختم ہونیکے بعد بھی زندہ رہتا ہے۔ وہ دل کی گہرائیوں کے اندر منتشر خیالوں کے ہوتے ہوئے بھی گھر کر لیتا ہے۔

(۵) شاعر اپنی نظموں کے اثرات میں بڑھتا اور زندہ رہتا ہے۔ اُس کی نظمیں اُس کی شخصیت کا ثبوت ہیں جو وقت اور جذبات کی قید میں تڑپتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ جذبات کی بیدرد پکڑ میں روح کس طرح بیقرار نظر آتی ہے۔

(۶) شاعری کا سب سے اہم مظہر لسّانی و لفاظی ہے اور محبت کا بھی۔

(۷) انسانی جذبات کی گہرائیوں سے دو چشمے اُبلتے ہیں۔ شاعری اور موسیقی

(۸) شاعر شعر نہیں کہتا بلکہ اپنے زخموں اور ناسوروں سے کھیلتا ہے۔

(۹) شاعر خدا کے شاگرد ہیں۔

(۱۰) نغمہ ایک آئینہ ہے جس میں انسان اپنے عہدِ ماضی کو دیکھتا ہے۔

(۱۱) نغمہ ایک آگ ہے جو ساز سے پیدا ہوتی ہے لیکن اِس کا دھواں دِل سے اُٹھتا ہے۔

(۱۲) مُطرب کی آواز لفظوں میں جان ڈالتی ہے اور پھر الفاظ تیر بنکر تن سے جان نکال لیتے ہیں۔

(۱۳) گانے والے کے ساتھ سننے والے کا دل بھی گاتا ہے گویا نغمہ ایک مضراب ہے جو دل کے ساز کے تاروں کو چھیڑتا ہے۔

(۱۴) دل کو عشق لوٹتا ہے اور صبر کو نغمہ۔

(۱۵) چرخ نغمہ گر ہے، ایام اُس کے نغمے ہیں اور غم وہر اُس کی داستان ہے

(۱۶) کیا تلوار کی جھنکار دُنیا کی بہترین موسیقی نہیں کیا جوشِ فتحمندی کائنات کا صحیح ترین جذبۂ مسرت وطرب نہیں۔

مصوّری ونقاشی

(۱) مصوّری کا یہ کمال ہی کہ غیر صاحب مذاق بھی اُسے دیکھکر متاثر ہو جائے

(۲) مصوری نغموں سے لبریز ایک ساز ہے جو مصور کو قدرت کی جانب سے عطا ہوا ہے، ایک ماہر مغنّی کی مانند مصور کو ساز کے تمام سُروں پر قدرت حاصل ہی جو اپنی قوتِ فن سے لافانی نغمے پیدا کرتا ہے۔ سننے والوں کی روح اور دل کو اس کی سُرور افزا شعریت اور نزاکت حسن سے سرشار کرتا ہی

(۳) جس طرح ساز کے تاروں میں تمام نغمے پوشیدہ ہیں اسی طرح قدرت کے رنگ واشکال میں مصوّر کے لئے تمام اجزائے تخلیق موجود ہیں مصور اپنی ذہانتِ طبع کے سبب ان اجزا سے غیر فانی نتائج پیدا کرتا ہے دیکھنے والوں کی روح اِن سے ابدی سرور حاصل کرتی ہے۔

(۴) کوئی شخص مصور کی قوتِ متخیلہ کے ساتھ پرواز نہیں کرسکتا اور نہ ہی نقاش کے نقوش کی تہ تک پہنچ سکتا ہے۔

(۵) مصوّر اور نقّاش حسن کے خلاق ہیں

(۶) رقص مصوّری اور بُت تراشی کا سرچشمہ ہے۔

(۷) نقّاش ایک ایسا خالق ہے جو اپنی مخلوق کو آغوش میں لے سکتا ہے۔

(۸) مصوّر پھول کی تصویر اُتارتا ہے لیکن اُس کو خوشبودار نہیں کر سکتا۔

ہمارا انتخاب

(۱) خدا کے سوا سب خودغرض ہیں۔
(۲) عورت سے بے نیاز ہوکر زندگی بسر کرنیکا عزم ایک شدید ترین جرم ہے اور فطرت کبھی نہ کبھی اسکا انتقام لے ہی لیتی ہے۔
(۳) جو محبت سے واقف نہیں وہ خدا سے ناواقف ہیں کیونکہ خدا محبت ہے۔
(۴) دنیا فی الاصل اُن کی ہے جو ہمارے بعد پیدا ہونگے۔
(۵) ایک ساعت کا انصاف ایک برس کی عبادت سے بڑھکر ہے۔
(۶) یہی اصل کیمیا ہے کہ آمد ہو اور خرچ نہ ہو۔
(۷) خاموشی غصہ کا بہترین علاج ہے۔
(۸) دسترخوان کے دوست بدلنے کے لائق ہیں۔
(۹) ماں کی محبت سدا بہار رہے۔
(۱۰) اگر تمہیں اپنی شہرت منظور ہے تو اپنے بستر پر سورج کو نہ چمکنے دو۔
(۱۱) مسکراہٹ گھر کی دھوپ کے مانند ہے۔
(۱۲) بولنا کافی نہیں سچ بولنا کافی ہے۔
(۱۳) وقت کا غلام بن جانا دنیا کی بہترین دانائی ہے۔
(۱۴) اگر تم اپنے مصاحبوں کا نام بتا دو تو میں بتا دونگا کہ تم کون ہو؟
(۱۵) جنکو علم و ہنر میسر نہیں وہ کور ہیں اور انکی آنکھیں پیشانی میں دو سوراخ ہیں
(۱۶) کوئی پیشہ حماقت نہیں ہوتا پیشہ ور احمق ہوتے ہیں۔
(۱۷) جو شادی کرتا ہے وہ اچھا کرتا ہے جو نہیں کرتا وہ بہت اچھا کرتا ہے۔

آپ کا انتخاب

(۱) ________________

(۲) ________________

(۳) ________________

(۴) ________________

(۵) ________________

(۶) ________________

(۷) ________________

(۸) ________________

(۹) ________________

(۱۰) ________________

(۱۱) ________________

(۱۲) ________________

(۱۳) ________________

(۱۴) ________________

(۱۵) ________________

(۱۶) ________________

(۱۷) ________________

علماء ومشاہیر کی آراء کے اقتباسات

حکم مراسلہ صدر دفتر نظامت تعلیمات ملک سرکار عالی. مجاریہ نشان ۲۶ مثل ۱۴۶/۱ واقع ۲۷ / ۴ر آذر ۱۳۴۵ف

بجواب درخواست مورخہ ۶ امرداد ۱۳۴۴ف ترقیم ہو کہ آپکی پیشکردہ کتاب موتی کو صدر مجلس انتخاب منعقدہ ۱۳۴۴ف نے فوقانیہ مدارس کے کتبخانوں کیلئے موزوں قرار دیا ہے۔

جناب خواجہ غلام السیدین صاحب پرنسپل ٹریننگ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڈھ

میری رائے میں آپنے اِن بکھرے ہوئے موتیوں کو منظم کرکے ادب اور اخلاقی تعلیم کی ایک قابلِ قدر خدمت انجام دی ہے۔

خطیبِ اعظم جناب مولوی سید محمد صاحب زیدی دہلوی پروفیسر عربک کالج دہلی۔

عاشقانِ زلیخائے سخن احسان مانیں کہ اس یوسف نے وہ تحفۂ زینت پیش کیا ہے جو حسنِ ادب کے چار چاند لگا دیگا۔ بکھرے ہوئے موتیوں کو بغیر نظم کے نثر میں پرو دینا ترتیب کا وہ اعجاز ہے جو اس یوسف کے حصہ میں آیا ہے۔ اسکے دل آویز انتخابات اور دلچسپ نصائح حقیقتاً اس قابل ہیں کہ ہر صنف اس سے یکساں فائدہ اٹھا سکتی ہے بچے جوان مرد عورت سب کیلئے یہ کتاب یکساں مفید ہے۔ اور اس قابل ہے کہ ہر گھر میں یہ موتی رہیں۔

جناب احسن مارہروی پروفیسر اردو مسلم یونیورسٹی علیگڈھ

اگرچہ اس سے پہلے ضرب الامثال میں بہت سی تالیفیں ہوئی ہیں مگر ضروریاتِ وقت کا لحاظ رکھتے ہوئے جس حسن وخوبی اور سلیقہ کیساتھ آپنے اس سلکِ جواہر کو پرو دیا ہے۔ وہ آپ ہی کا حصہ ہے اس موضوع میں اس سے بہتر اور مفید کوئی مجموعہ میری نظر میں اس وقت نہیں۔

ابوالمکارم محمد عبدالبصیر عتیقی آزاد سیوہاروی رکن ادارہ علمیہ حیدرآباد دکن

انسانی زندگی حقیقت میں اقوال کا مجموعہ اور اقوال زندگی کا نچوڑ ہیں۔ اردو میں اس قسم کی کتابوں کا کال ہے.... کتاب بہت دلچسپ سبق آموز ہے اور عورتوں مردوں بچوں اور بوڑھوں سب کے لئے مفید اور کارآمد ہے۔

اردو حیدرآباد دکن۔ حکیمانہ اور شاعرانہ اقوال کا مجموعہ ہے جو قابل مؤلف نے جستجو اور کاوش سے عربی فارسی انگریزی اردو ہندی کے ادبی ذخیروں سے چن چن کر نکالے ہیں اور مختلف عنوان کے ماتحت جمع کئے ہیں کل عنوانات ۱۰۸ ہیں اور ان میں سب کچھ آگیا ہے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس میں اقوال کے فلسفہ اور ماہیت پر بحث کی گئی ہے۔ کتاب کی ابتدا میں جناب اختر انصاری کا تعارف اور جناب راشد الخیری اور خواجہ حسن نظامی کے تبصرے ہیں۔

ہندوستانی اکیڈمی الہ آباد۔ مصنف کا مقدمہ مفید چیز ہے اور کتاب اپنے موضوع کے لحاظ سے اردو میں بالکل نئی چیز ہے۔

معارف اعظم گڈھ۔ ہر نتیجہ خیز مقولہ ایک گوہر آبدار ہوتا ہے اسی مناسبت سے اس مجموعہ کا نام موتی رکھا گیا ہے۔ مقولے مشرقی و مغربی دونوں قسم کے فلاسفہ و حکما و شعراء کے ہیں اور مختلف قسم کے مذہبی روحانی اخلاقی معاشرتی سیاسی وجذباتی معانی کے حامل ہیں۔

نگار۔ لکھنو۔ قابل مؤلف نے ایک مقدمہ کے ذریعہ اقوال کے فلسفہ و تاریخ کو پیش کیا ہے۔ اور پھر اقوال کا انتخاب ہے جو سو سے زائد عنوانوں پر مشتمل ہے جو بہت دلچسپ اور مفید ہے۔

زمانہ۔ کانپور۔ ہر ملک کے اقوال کی خصوصیات پر روشنی ڈالی ہے... جس تلاش و محنت سے انگریزی فارسی عربی اردو ہندی زبانوں کے اقوال اس چھوٹی سی کتاب میں جمع کر دیئے گئے ہیں وہ قابل قدر ہے۔

رہنمائے تعلیم۔ لاہور۔ زیر ریویو کتاب اس قابل ہے کہ جہاں نوجوان اس کے مطالعہ سے فیضیاب ہوں وہاں تعلیمی دنیا بھی اس کے وجود سے محروم نہ رہے بلکہ ہر سکول کی لائبریری میں اس کی متعدد کاپیاں زیر تعلیم بچوں کی رہنمائی کا موجب ہوں۔

علیگڈھ میگزین علیگڈھ۔ یہ موتی اگر سلیقہ سے استعمال کئے جائیں تو تقریر کی آب و تاب میں چار چاند لگا سکتے ہیں۔

ساقی۔ دہلی۔ مؤلف نے ایک بسیط اور پُر مغز مقدمہ لکھا ہے.... اردو میں اس قسم کی کتابوں کا کال ہے۔ موتی کی کتابت وطباعت پاکیزہ ہے اس کی ہر

سطر کو سلکِ مروارید سمجھئے۔

ہمایوں۔ لاہور۔ زندگی اور اسکے ہر شعبہ کے متعلق علم و حکمت کے کثیر التعداد اقوال سو سے زائد صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں جو بہت دلچسپ اور سبق آموز ہیں۔

نیرنگِ خیال لاہور۔ طلباً مدرسین اور سکول لائبریریوں کے لئے زیادہ مفید ثابت ہوگی۔

ادبی دنیا لاہور۔ کتاب نہایت دلچسپ اور کارآمد ہے۔

عالمگیر۔ لاہور۔ اقوال کے فلسفہ پر نہایت شرح و بسط سے بحث کی ہے کتاب بیحد مفید اور دلچسپ ہے۔

زیب النساء۔ لاہور۔ انتخاب میں سلیقہ سے کام لیا گیا ہے..... بیحد مفید اور قابل دید ہے۔ زبان شستہ اور سلیس ہے ملک کے مدارس اور لائبریریوں میں ہونی ضروری ہے۔

شاعر آگرہ۔ فی الحقیقت بخاری صاحب نے اِن اقوال کو یکجا مرتب کر کے ملک پر ایک خاص نوعیت کا احسان کیا ہے کتاب کا مقدمہ نفسِ کتاب سے بھی زیادہ وزنی اور مفید اور لبریز معلومات ہے۔

دین و دنیا دہلی۔ یہ کتاب اُردو زبان میں نایاب تھی۔ خدا سے لیکر دنیا کی ادنیٰ چیزوں تک ایسے لطیف خیالات اس کتاب میں ہیں جن کو پڑھنے سے بعض اوقات روح پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

مولوی۔ دہلی۔ اُردو زبان میں اپنی قسم کی سب سے پہلی تصنیف ہے۔ اور بلاشبہ عورتوں، مردوں، بچوں، بوڑھوں سب کے لئے مفید اور کارآمد ہے۔ ہر ایک لائبریری میں رہنی چاہیے اور ہر ایک کو پڑھنا چاہیے۔

رہبر دکن۔ حیدرآباد دکن۔ مقولے اور ضرب الامثال محاسن کلام اور انشا پردازی کی ہر زبان میں ہمیشہ جان نہیں تو اکثر اس کی زیب و زینت اور بلندی کا سامان ضرور ہوتے ہیں اس لئے اس کتاب مطالعہ انشا پرداز بننے والوں اور منشیوں دونوں

کے لئے مفید ہے۔

مدینہ۔ بجنور۔ کتاب کا نام "موتی" ہے لیکن اس ایک موتی میں ہزاروں انمول موتی ہیں۔ مذہب۔ اخلاق اور سوسائٹی کے معاملات کے متعلق نہایت قیمتی اقوال درج کئے ہیں۔

جنرل نیوز۔ دہلی۔ تاج کا موتی۔ کان کا موتی۔ ہار کا موتی۔ خاتم کا موتی۔ دل کا موتی۔ شکل کا موتی۔ آنکھ کا موتی۔ سیرت کا موتی۔ تہذیب کا موتی۔ اخلاق کا موتی۔ حکمت کا موتی۔ عقل و دانش کا موتی۔ تدبیر کا موتی۔ غرضیکہ دنیا میں جس جس قسم کے موتی ہو سکتے ہیں۔ اُن کل موتیوں کا مجموعہ حکمت کے کھرل میں اخلاق و تہذیب کے گلاب میں کھرل کرکے سیّد یوسف بخاری نے تیار کیا ہے جس کے مطالعہ سے انسان کی سیرت بنتی ہے محاسن پیدا ہوتے ہیں۔ ہزار حکیموں کا ایک حکیم بنتا ہے۔ دو ہزار برس کی طویل عمر تک کے تجربے ایک دم مجتمع ہو جاتے ہیں کتاب کی شکل بھی ذرا حجم سے ملتی جلتی ہے۔

تیج۔ دہلی۔ مشاہیرِ عالم اور اکابر کے بیش بہا اقوال کا مجموعہ ہے اقوال کے فلسفہ اور تاریخی نوعیت پر تبصرہ کیا ہے جو بذات خود ایک عمدہ مضمون ہے۔ ہر صاحب ذوق اس سے مستفید ہو سکتا ہے۔

خاتون۔ بمبئی۔ اقوال نہایت مفید اور دلچسپ ہیں۔ کتاب کا مطالعہ یقیناً واجب ہے۔

ہمدم۔ لکھنؤ ماہرینِ فلسفہ حیات نے جو خیالات ظاہر کئے ہیں انکو نہایت دلچسپ پیرایہ میں فاضل مصنف نے سلکِ مروارید میں گوندھ دیا ہے

پیسہ اخبار۔ لاہور۔ ایک ایک سطر ایک ایک لفظ ایک ایک ضرب المثل حکمت کے موتیوں کی مالا کا حکم رکھتی ہے

مکتبہ جہاں نما کی چند نایاب کتابیں

نغمۂ روح — (دوسرا ایڈیشن) جناب اختر انصاری دہلوی نے مشرقی اور مغربی شاعری کے امتزاج سے ایک نئے طرز میں ان جذبات و احساسات کی مصوری کی ہے جو واقعات کی زندگی میں پرورش پاتے ہیں - ہر شعر پرسوز اور روح پرور ہے - قیمت صرف ۱۲ آنے

قلعۂ معلیٰ کی جھلکیاں — مصنفہ جناب عرش تیموری - قلعۂ معلیٰ کے دلچسپ حالات شہزادوں کے چشم‌دید واقعات محل کی معاشرت اور طرز تمدن شاہی خاندان کے ملفوظات کا خزانہ مغل عہد حکومت اور زمانہ غدر کی مستند تاریخ - قیمت صرف ۸ آنے

تاریخ مسجد جہاں نما دہلی — مصنفہ سید یوسف بخاری دہلوی یہ تصنیف اردو زبان میں مسجد جامع دہلی کی پہلی اور مکمل تاریخ ہے - اس کے مرتب کرنے میں تواریخ متداولہ کے علاوہ ایسے تاریخی مواد سے کام لیا گیا ہے جو ابتک مورخین کی دسترس سے باہر تھے سنہ ۱۰۶۰ ھ یعنی تاریخ بنیاد مسجد اور بالخصوص سنہ ۱۸۵۷ ء سے لیکر اسوقت تک کے پورے تفصیلی حالات درج ہیں اصل موضوع کے علاوہ اسلامی فن تعمیر پر ایک سیر حاصل تبصرہ میر عمارت شاہجہاں کے تعمیری کارناموں کی تفصیل آثار شریف اور تبرکات کا بیان اور اراکین اور ملازمین مسجد کے حالات وغیرہ بھی نہایت شرح و بسط کے ساتھ آپ اس کتاب میں پائیں گے زیر تصنیف -

---

ملنے کا پتہ — مکتبہ جہاں نما اردو بازار جامع مسجد دہلی